بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

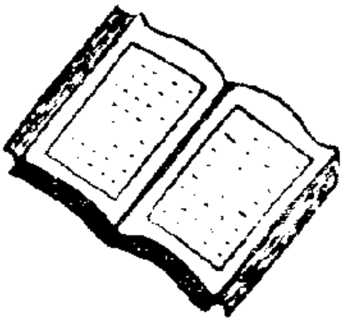

جمال و حُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ۶۹۲

الفرقان

ربوہ

"مذاہب عالم پر نظر"

مئی ۱۹۷۲ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

سالانہ اشتراک

پاکستان	ـــ دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک	ـــ اڑھائی پونڈ
بیرونی ممالک بحری ڈاک	ـــ سوا پونڈ
فی پرچہ پاکستان	ـــ ایک روپیہ

جلد ۲۴
شمارہ ۵

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ
مئی ۱۹۷۴

ربیع الثانی ۱۳۹۴ ہجری قمری
ہجرت ۱۳۵۳ ہجری شمسی

(ایڈیٹر)
ابوالعطاء جالندھری

اعزازی مجلس ادارہ تحریر
صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ
امام بشیر احمد خان صاحب رفیق لندن
مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ربوہ
مولانا دوست محمد صاحب شاہد "

سالانہ اشتراک
پاکستان ... ... دس روپے
بیرونی ممالک۔ ہوائی ڈاک ۲½ پاؤنڈ
بیرونی ممالک۔ بحری ڈاک ۱½ پاؤنڈ
فی پرچہ۔ پاکستان: ایک روپیہ
مضامین بنام ایڈیٹر و ترسیلِ زر بنام مینجر

فہرست مضامین

● الاستفتاء (بزبان عربی)	حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قلم سے	ٹائٹل پیج
● نبوت کی حقیقت قرآن مجید کی روشنی میں (نبی کے لئے صاحبِ شریعت اور صاحبِ حکومت ہونا ضروری نہیں)	ایڈیٹر	۲
● شذرات	"	۵
● دادِ وفا (نظم)	جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے	۸
● البیان (سورۃ الانعام ع ۱۲ کا سلیس ترجمہ مختصر تفسیری نوٹوں کے ساتھ)	ابوالعطاء	
● حاصلِ مطالعہ (دلچسپ حوالہ جات)	جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد	۱۲
● حضرت مسیح کشمیر میں (ویک اینڈ کے مضمون کا ردِ عمل)	جناب شیخ عبدالقادر صاحب لاہور	۱۷
● حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیاں (نظم)	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب	۳۵
● آئینہ (نظم)	جناب ابوالاقبال نسیم سیفی صاحب	۳۶
● درود شریف اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وآلِ محمّدٍ میں مومنوں کی شمولیت (مدیر چٹان کے اعتراض کا مفصل جواب)	مرسلہ جناب سیکرٹری صاحب حدیقۃ المبشرین ربوہ	۳۷

ادارية

نبوّت کی حقیقت قرآن مجید کی روشنی میں

نبی کے لئے صاحبِ شریعتِ جدید یا صاحبِ حکومت ہونا ضروری نہیں

مسئلہ نبوت قرآن مجید کے رُو سے ایک واضح مسئلہ ہے مگر عدم تدبّر اور اپنی ضد کی وجہ سے علماء نے اسے پیچیدہ بنا دیا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی وہی ہوتا ہے جو پہلی شریعت کو منسوخ کرے اور نئی شریعت لائے۔ پھر لوگوں کا خیال ہے کہ نبی کے لئے صاحبِ حکومت ہونا ضروری ہے بغیر مادی حکومت اور اقتدار کے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

قرآن پاک نے نبوّت، حکومت اور شریعت کو الگ الگ تین چیزیں بیان فرمایا ہے۔ شریعت جب بھی آئے گی تو اسے نبی ہی لائے گا لیکن ان تینوں میں ہر جگہ لزوم نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ جہاں نبوّت کا تعلق ہو وہاں پر بادشاہت بھی پائی جائے اور نئی شریعت بھی موجود ہو۔ بالفاظِ دیگر نبی کے لئے بادشاہ ہونا لازمی نہیں، نبی کے لئے نئی شریعت لانا لازمی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مقامِ نبوت پر فائز فرمائے مگر وہ نہ وقت کا بادشاہ ہوا اور نہ ہی نئی شریعت لانے والا ہو۔

قرآن مجید نے کتنے پاک اسلوب میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند انبیاء علیہم السلام کے اسماء ذکر فرما کر فرماتا ہے:- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ○ (سورہ انعام ع) کہ ان نبیوں کو ہم نے شریعت دی، حکومت دی، نبوّت عطا کی۔ اگر آج کے یہ لوگ (قریش وغیرہم) ان کا انکار کر دیں تو ہم نے ایسے لوگوں کو اس کے لئے تیار کیا ہے جو ان نعمتوں کا کبھی انکار نہ کریں گے۔

دوسری جگہ فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ (جاثیہ ع) کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی، بادشاہت دی اور نبوت دی۔ انہیں پاکیزہ رزق دیئے اور انہیں اپنے زمانہ کے لوگوں پر برتری بخشی۔

تیسری آیت میں فرمایا مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ

يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران ع ۸) کہ جس انسان کو بھی اللہ تعالیٰ کتاب دے، بادشاہت عطا کرے اور نبوت بخشے وہ پھر لوگوں کو کیسے کہہ سکتا ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے ذکر پر فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (الحدید ع ۴) کہ ہم نے نوح اور ابراہیم علیہما السلام کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور شریعت کو رکھ دیا۔ اُن کی اولاد میں کچھ لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور ان کی اکثریت عہد شکن ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا ایک اور جگہ یوں ذکر فرمایا:- وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (العنکبوت ع ۳) کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمائے اور اس کی ذریت میں ہم نے نبوت اور شریعت کو قائم کیا اور اس کا اجر اس دنیا میں اسے دیا اور وہ آخرت میں غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔

اِن پانچ آیاتِ قرآنیہ پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت، بادشاہت اور نبوت ہر سہ کو اپنی اپنی جگہ اپنا انعام قرار دیا ہے۔ ہر جگہ نبوت کے ساتھ بادشاہت لازمی نہیں۔ ہاں بادشاہت نبوت کے منافی بھی نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بیک وقت نبوت اور بادشاہت عطا فرمائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو اللہ نبی تو بنائے مگر اسے بادشاہت نہ دے۔ پس نبوت کے ساتھ بادشاہت لازمی نہیں۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ بہت سے انبیاء بادشاہ نہ تھے جیسے حضرت شیثؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ وغیرہم۔

پھر مذکورہ آیاتِ قرآنیہ پر نظر کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کے لئے صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہونا لازمی نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ مقامِ نبوت پر فائز فرمائے مگر وہ کوئی نئی شریعت نہ لائے بلکہ سابقہ شریعت کے احیاء اور اسی پر لوگوں کو عمل پیرا کرانے کے لئے مبعوث کیا جائے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نبوت اور شریعت ہر دو سے سرفراز فرمائے اور وہ سابقہ شریعت کو منسوخ کرکے نئی شریعت قائم کرے۔ ایسا نبی صاحبِ شریعت جدیدہ یا شارع نبی کہلاتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو اپنی زندگی میں حکومت عطا نہیں ہوئی۔ ہاں وہ شریعت لانے والے نبی تھے۔ انکے بعد بنی اسرائیل میں اُن کی شریعت، تورات، پر عمل کرانے والے انبیاء کا ایک متواتر سلسلہ جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا۔ (المائدہ ع) کہ ہم نے تورات کو نازل کیا اس میں ہدایت اور نور تھا اس کے مطابق یہودیوں کے لئے وہ انبیاء فیصلے کرتے تھے جو تابع تورات تھے۔

پس معلوم ہوا کہ نبوت اور شریعت ایک وجود میں جمع ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ میں جمع ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نبی تو ہو مگر وہ جدید شریعت لانے والا نہ ہو جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل تھے۔ ایسے نبی پہلی شریعت کے پیروکار ہوتے ہیں اور لوگوں کو اسی شریعت پر چلاتے ہیں۔

خلاصہ بیان یہ ہوا کہ نبوت، شریعت اور حکومت تین مستقل نعمتیں ہیں۔ ہر نبی کے لئے نہ شریعت لانا لازمی ہے نہ صاحب حکومت ہونا ضروری ہے۔ ان دو کے بغیر بھی نبی نبی ہو سکتا ہے۔ ہاں جس نبی کو شریعت عطا ہو وہ صاحب شریعت پیغمبر ہوگا مثلاً حضرت موسیٰؑ۔ اور جس نبی کو نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی عطا ہو وہ صاحب حکومت نبی ہوگا۔ مثلاً حضرت سلیمانؑ۔ اور جس نبی کو شریعت بھی عطا ہو اور بادشاہت بھی بخشی جائے وہ ہر پہلو سے جامع ہوگا۔

اگر نبیوں کی تاریخ پر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے لحاظ سے کامل، شریعت کے لحاظ سے کامل اور اقتدار و حکومت کے لحاظ سے کامل صرف ایک نبی سب نبیوں میں نمایاں ہے اور وہ ہیں ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ کو جو شریعت دی گئی اس کے متعلق فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ ع) اور آپؐ کو سب لوگوں میں کامل عدل کو قائم کرنے کے لئے اختیار بخشا گیا۔ فرمایا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (المائدہ ع) اور آپؐ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا۔ (احزاب ع) اور آپؐ کے فیضان کو ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے آپؐ کے امتیوں کے لئے آیت کریمہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (النساء ع) کے مطابق چاروں روحانی انعامات ـــــ صالحیت، شہادت، صدیقیت اور نبوت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

لفظ نبیؐ کا اشتقاق نبأ سے ہے۔ فعیل کے وزن پر ہونے کی بنا پر نبی اسے کہا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت انباءِ غیبیہ پاتا ہو۔ آگے صاحب شریعت ہونا یا صاحب حکومت ہونا یہ دوسرا امر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی ناسخ شریعت نبی کے آنے کا سوال ہی نہیں۔ قرآنی صراحت کے مطابق اس امر پر امت کے علماء سلف کا اجماع

ہے۔ یہاں آپ کی اتباع میں نبوت کے طور پر آپ کی امت میں اُمتی نبوت کا پایا جانا ضروری ہے جو شریعتِ محمدیہ کے نفاذ اور افرادِ امت میں زندہ یقین پیدا کرنے نیز اسلام کے دفاع کے لئے لازمی ہے۔ جماعت احمدیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کے لئے قرآن مجید کے مطابق اسی اُمتی نبوت کی قائل ہے جو قرآن پاک کے تابع اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے دوسرے سارے فرقے بھی آنے والے مسیح موعود کو (جو اُن کے خیال میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں) ایک قسم کی تابع نبوت سے متصف مانتے ہیں۔ پس اصل اختلاف نبوت میں نہیں آنے والے موعود کے تشخص میں ہے۔ ظاہر ہے کہ جب قرآن پاک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بالصراحت ثابت ہے تو آنے والا موعود اُمتِ محمدیہ کا ہی فرد ہو سکتا۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

الفرقان نصف قیمت پر

محترم ملک مبارک احمد صاحب کراچی نے اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ کی طرف سے یکصد روپے الفرقان کی توسیع اشاعت کے لئے بھجوائے ہیں۔ جزاھما اللہ تعالیٰ۔

ہم اس رقم سے ایسے ۲۰ طلبہ کے نام سال بھر کے لئے الفرقان جاری کریں گے جن کی طرف سے نصف قیمت پانچ روپے وصول جون ۷۲ء سے پہلے پہنچ جائیگی۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

شذرات

شاہ فیصل کی احمدیوں کے حج پر پابندی

ہفت روزہ چٹان لاہور کے نامہ نگار نے لکھا ہے:-

"ہمیں رابطہ عالمِ اسلامی کے قریبی حلقوں سے یہ معلوم ہوا کہ جب فرمانروائے سعودی عرب نے اپنے سفارت خانوں کو یہ ہدایت کی کہ قادیانیوں کو اس مقدس سرزمین میں داخل ہونے کے لئے ہرگز ویزا جاری نہ کیا جائے تو عالمی شہرت یافتہ قادیانی رہنما ظفر اللہ خان نے شاہ فیصل کے نام یہ خط لکھا کہ قادیانی بھی مسلمانوں میں سے ہیں اور وہ بھی بلادِ مقدسہ سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح ایک مسلمان کا ایمان ہوتا ہے اسلئے قادیانیوں کو حج و عمرہ کی ادائیگی کی اجازت دی جائے۔ اس پر شاہ نے ان کو لکھا کہ مجھے اجازت دینے سے کوئی انکار نہیں لیکن اس شرط پر کہ آپ پہلے مجھے قادیانی عقائد سے متعارف کرائیں کہ ان کے بنیادی عقائد کیا ہیں۔ اس پر ظفر اللہ خان کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ اپنے عقائد کو بیان کر سکیں۔" (چٹان ۱۰ مئی ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۶)

F19473

الفرقان - اس اقتباس پر پہلا سوال تو یہ ہے کہ جب شاہ فیصل کو احمدیوں کے بنیادی عقائد کا علم ہی نہ تھا تو اُن کا احمدیوں کو حج بیت اللہ سے روک دینا کس طرح قرینِ انصاف ہے؟ دوسری یہ بات ظاہر ہے کہ احمدی بکثرت حج کے لئے جاتے ہیں تبھی تو ایسے "فرمان" کے جاری کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔ پس علماء کا یہ جھوٹ نمایاں ہو گیا کہ احمدی حج بیت اللہ کے لئے نہیں جاتے۔

ہماری معلومات کے مطابق شاہ فیصل کا ایسا کوئی جواب جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو موصول نہیں ہوا ورنہ احمدیہ عقائد جو شائع شدہ کھلی کتاب ہیں ان کو بیان نہ کرنے کا کیا سبب ہو سکتا ہے؟ یہ عقائد ہر جگہ اور ہر وقت بیان ہو سکتے ہیں۔

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا شاہ فیصل قبر پرستوں، پیر پرستوں، اشتراکیوں، دہریوں، خلفاء راشدین کے مکذبین وغیرھم سے اُن کے عقائد پوچھ کر ہی حج کے لئے ویزا جاری کیا کرتے ہیں؟ ہمارے نزدیک جماعت احمدیہ پر سعودی حکومت کا یہ ظلم ہے فالی اللہ المشتکی۔ مگر اس سے وہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے کہ امام مہدی کے وقت حج روکا جائے گا۔ کیا انصاف پسند اس امر پر بھی غور کریں گے؟

۲۔ "ناقابلِ فہم بات؟"

مدیر لولاک لائل پور نے لکھا ہے کہ:-

"دس کروڑ مرزائی جمع کر لیں [illegible] ناقابلِ فہم بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی سیاسی مقصد کے لئے کروڑوں روپیہ سی آئی اے یا اسرائیل سے آیا ہے"

(لولاک ۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء ص۱)

الفرقان - سچ ہے فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست۔ دراصل ان مولویوں کے لئے تو یہ بات "ناقابلِ فہم" ہے کہ جماعت احمدیہ ان کی مخالفت کے باوجود لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے ملکوں میں کس طرح بڑھ گئی ہے انہیں خدائی وعدوں پر یقین ہے نہ تجربہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے جذبۂ ایثار و قربانی سے بھی یہ لوگ ناآشنا محض ہیں اسلئے جو منہ میں آتا ہے لکھ دیتے ہیں۔ چونکہ خود راہِ خدا میں مال خرچ کرتے نہیں اسلئے وہ سمجھ نہیں سکتے کہ جماعت احمدیہ کس طرح کروڑوں روپیہ بطور چندہ دے رہی ہے۔

۳۔ اعداءِ اسلام پر غلبہ کی صحیح راہ

عالمی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس مکہ میں سعودی وزیر عدل نے کہا ہے کہ:-

"یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی اعداءِ اسلام پر غلبہ حاصل کیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ کے دین سے ان کا تعلق انتہائی گہرا ہوتا تھا اور آج بھی ہم دینِ حنیف کو مضبوطی سے تھام کر ہی غالب قوت بن سکتے ہیں۔۔۔ جب ہمارا ایمان

ہے کہ ہماری کامیابی کتاب وسنت کے اتباع ہی میں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنا رُخ نہیں بدل رہے۔ آج علمائے دین اور حکمرانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار ہونا چاہیئے۔"

(چٹان ۶ مئی ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۵)

الفرقان۔ جب علمائے دین اور حکمران "خوابِ غفلت میں ہیں اور عوام کے لئے اللہ کے دین سے انتہائی گہرے تعلق" کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو ان لوگوں کے ذریعہ سے اعدائے اسلام پر غلبہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

۴۔ ایک سانس میں تین مکمل جھوٹ

مدیر چٹان جناب شورش کاشمیری کی ایک تقریر کی رپورٹ ہے:-

"میرزائی اُمت کا چہرہ نما ان جامع الفاظ میں پیش کیا کہ (۱) اس اُمت کا مولد — قادیان ہے (۲) اعصابی مرکز — ربوہ ہے (۳) تربیتی مرکز — تل ابیب ہے (۴) بینک — واشنگٹن ہے۔"

(چٹان ۶ مئی ۱۹۷۴ء)

الفرقان۔ مدیر چٹان جماعت احمدیہ کے بارے میں بے شمار اکاذیب گھڑ چکے ہیں۔ ہر روز جدید کذب پیش ہو جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کا قبلہ مکہ معظمہ میں بیت اللہ ہے۔ جماعتی مرکز بے شک ربوہ [illegible] ہے مگر تل ابیب سے اور نہ واشنگٹن سے وہ تعلق ہے جو چٹان نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کو سمجھ دے۔

۵۔ کونسے دس نوجوان احمدیت کو دو سال میں مٹا سکتے ہیں؟

ہفت روزہ لولاک میں ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کی ایک تقریر کا اقتباس ملاحظہ ہو:-

"یہ علماء شریف لوگ ہیں۔ دیندار لوگ ہیں۔ قرآن اور حدیث کی بات کرتے ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ صرف دس نوجوان جنہیں محمد مصطفٰے کی رسالت اور مرزا قادیانی کے کذب و افتراء پر اتنا ہی یقین ہو جتنا ان کو اپنے نطفۂ حلال ہونے کا ہے تو یہ مرزائیت کو دو سال کے عرصے میں نیست و نابود کر سکتے ہیں۔" (ہفت روزہ لولاک لائل پور ۵ فروری ۱۹۷۴ء صفحہ ۸)

الفرقان۔ ہم یہ اقتباس بلا تبصرہ شائع کر رہے ہیں۔

۶۔ حلیہ؟

شورش کاشمیری نے تقریر میں کہا:-

"میں آپکو بتا دوں۔ داڑھی میری نہیں ہے مونچھیں میری نہیں ہیں میں اچھا خاصا جلا منگ ہوں۔" (لولاک ۱۲ اپریل ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۱)

الفرقان۔ کیا اسلام کے مجاہد اور دین کے پروانے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ +

دارِ وفا

(محترم جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم-اے)

جو ہر اک زخم ہنس کر اپنے دل پر کھائے جاتے ہیں
کچھ ایسے لوگ بھی اس سرزمیں پر پائے جاتے ہیں
کبھی چنگاریاں، بیداد کی سلگائی جاتی ہیں
کبھی شُعلے۔ جفا و ظلم کے بھڑکائے جاتے ہیں
کبھی تحریف کی تہمت۔ کبھی الزام بے دینی
کبھی ہم قابلِ دار و رسن۔ ٹھہرائے جاتے ہیں
تعصّب۔ بدکلامی۔ بے رُخی۔ دشنام و بدگوئی
نہ جانے تیر کتنے۔ روز و شب برسائے جاتے ہیں
"کوئی حد ہی نہیں اِس احترامِ آدمیّت کی
بدی کرتا ہے دشمن۔ اور ہم شرمائے جاتے ہیں"

البیان

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلیاں پیدا کرنے والا ہے۔ وہ زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے

وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ

اور وہی مُردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔ یہ اللہ ہے یعنی صفات کاملہ کا مالک خدا۔ پس تم کدھر

تُؤْفَكُونَ ○ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا

بہک رہے ہو؟ وہ صبح کی روشنی کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور اسی نے رات کو سکون کا باعث بنایا ہے

تفسیر:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے کائناتِ عالم کی طرف توجہ دلا کر شرک کا ابطال فرمایا ہے۔

پہلی آیت میں انسانی زندگی، احیاء و اماتت اور اس کے ذرائع کا ذکر فرمایا۔ تمام اناج اور غلّے اور پھل انسان کی غذا ہیں۔ ان سب اشیاء کو اللہ ہی پیدا کرتا ہے کوئی اور معبود ان کا خالق نہیں ہے۔ احیاء و اماتت اسی کے اختیار میں ہے کسی اور وجود کو یہ قوّت حاصل نہیں ہے پس قادر و توانا اور علیم مطلق خدا کو چھوڑ کر انسان کو اِدھر اُدھر بھٹکنے کی کیا ضرورت ہے؟ زندہ سے مُردہ کے نکالنے کا مطلب مادی طور پر مارنے کا بھی ہے اور روحانی طور پر بداعمالیوں کے مرتکب کو گمراہ قرار دینے کا بھی ہے۔ مُردہ سے زندہ کو نکالنا یوں ہے کہ مُردہ وجودوں کو زندگی بخشی جائے یا معدوم کو زندہ وجود عطا کیا جائے اور روحانی طور پر بھٹکے ہوئے گمراہ کو ہدایت اور نور سے نوازا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ مادی زندگی اور روحانی زندگی ہر دو اللہ ہی کے فضل سے حاصل ہوتی ہیں اس کے سوا کوئی وجود یہ موہبت عطا نہیں کر سکتا۔ مادی موت اور روحانی موت کا بھی اُسی کے حکم پر انحصار ہے۔ وہی اس کا فیصلہ فرماتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب سارا کارخانۂ عالم اللہ تعالیٰ ہی کے حکم پر قائم و جاری ہے تو اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانا کیونکر روا ہے؟

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○

اور سورج و چاند کو حساب کا ذریعہ یہ ہر بات کو جاننے والے غالب خدا کا اندازہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ

وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے روشن ستاروں کو پیدا کیا ہے تا تم ان کے ذریعہ سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

رہنمائی حاصل کر سکو - ہم نے علم رکھنے والی قوم کے لئے اپنے احکام کو نہایت تفصیل سے بیان کر دیا ہے -

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ

وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک نفس سے یعنی ایک قسم کی فطرت اور جذبات کے ساتھ پیدا کیا ہے پھر تمہارے لئے مستقل ٹھہرنے کی جگہ اور عارضی قرارگاہ مقرر

دوسری آیت میں نظامِ شمسی اور نظامِ قمری، ان کے فائدوں اور آثار و نتائج سے آگاہ فرمایا ہے۔ دن کی روشنی بھی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے، اسی طرح رات کا اندھیرا بھی سکون کے حصول کے لئے لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی یہ سب کچھ مہیا فرمایا ہے۔ سورج اور چاند کے ذریعہ انسانوں کے جملہ حسابات وابستہ ہیں۔ یہ سب اندازے ایسا قادرِ مطلق خدا ہی مقرر کر سکتا ہے جو غالب بھی ہو اور جو علیم کُل بھی ہو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کائنات میں ایسی ہستی موجود نہیں۔ پس وہی اکیلا قابلِ عبادت وجود ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

تیسری آیت میں صحراؤں اور سمندروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس ساری کائنات کا خالق ہے اسی لئے اس نے ہر چیز سے استفادہ کی صورتیں مہیا فرما دی ہیں۔ صحراؤں اور سمندروں کی تاریکیوں میں صحیح راستوں میں چلنے کے لئے اس نے بلندیوں پر ستاروں کا نظام مقرر کر دیا ہے۔ اہلِ علم اس پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

چوتھی آیت میں انسان کی پیدائش اور اس کے عارضی اور مستقل قرارگاہ اور انجام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ انسان کسی بالا ہستی کے حکم سے پیدا ہوتا ہے۔ انسانوں میں احساس و جذبات کی یکسانیت پر غور کیا جائے تو اس بالا ہستی کی شان و عظمت سامنے آ جاتی ہے۔ پھر انسان کا اس دُنیا

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْٓ

ہم نے سمجھدار لوگوں کیلئے اپنے احکام اور اپنی آیات کھول کر بیان کر دی ہیں ۔ اللہ ہی ہے جس نے

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ

بادلوں سے پانی برسایا ۔ اور اس کے ذریعہ سے ہم نے ہر قسم کی روئیدگی پیدا کی

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ

پھر اس سے سبزیاں نکالی ہیں جس میں سے ہم تہ بہ تہ دانے پیدا کرتے ہیں ۔ اور کھجوروں سے

مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ

ان کی شاخوں سے پھلدار خوشے پیدا ہوتے ہیں جو نیچے کی طرف جھکے ہوئے ہیں نیز ایسے باغات جو انگور ، زیتون ،

میں ٹھہرنا اور پھر اس دنیا سے کوچ کر جانا ہر مرحلہ پہ نشان ہے ۔ اے کاش ! لوگ غور کریں ۔

پانچویں آیت میں بارشوں کے برسانے اور نباتات کے اُگانے کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ کھجور ، انگور ، زیتون اور اناروں کے باغات کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ ان پھلوں کے فوائد اور اُن کی نشوونما کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے ۔ ان کے انواع و اقسام کی طرف بھی توجہ دلائی ہے ۔ یہ سارا نظام اپنے اندر جو ارتباط اور یکسانیت رکھتا ہے اس سے عیاں ہے کہ سب اشیاء کا خالق ایک ہی ہے ۔ دوسرا کوئی خالق نہیں اسلئے صرف اللہ ہی قابلِ عبادت ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے ۔

چھٹی آیت جو اس رکوع کی آخری آیت ہے اس میں فرمایا کہ جن نادیدہ وجودوں کو مشرکوں نے خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں ۔ مشرکوں نے محض جہالت سے خدائے واحد کے بیٹے اور بیٹیاں مقرر کر رکھی ہیں گویا خود تراش لی ہیں ۔ حالانکہ بیٹے اور بیٹیاں فانی وجودوں کی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر قسم کی فنا اور زوال سے پاک ہے اسلئے مشرکوں کے سب غلط خیالات سے وہ پاک ہے ۔ پس کائنات عالم اللہ کی توحید پر ایک واضح ثبوت ہے ۔

شرک کی بنیاد وہم پر ہے ۔ مشرک دراصل وہم پرست ہوتا ہے ۔ وہ ذرا ذرا سی چیز کو اپنا

وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ

اور اناروں پر مشتمل ہیں اس حال میں کہ یہ پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض غیر مشابہ بھی ہیں۔ اے انسانو! اللہ کے بارش کے ذریعہ پیدا ہونے والے پھلوں

اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

جب شروع میں پیدا ہوتے ہیں اور پھر پکتے ہیں۔ اس میں ایماندار لوگوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ

ان مشرک لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ اللہ نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور پھر ان مشرکوں نے از راہ جہالت خدا

ع ۱۲/۱۸ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھے ہیں۔ اللہ پاک ہے اور بلند ہے ان باتوں سے جو یہ اس کے لئے بیان کرتے ہیں۔

معبود ماننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ پانیوں کی روانی کو دیکھ کر پانی کی پرستش شروع کر دیتا ہے۔ آگ کی تابانی اور اس کے فوائد کی وجہ سے آگ کی پوجا شروع کر دیتا ہے۔ آسمان کے ستاروں، چاند اور سورج کو پوجنے لگ جاتا ہے۔ شرک کا سارا کارخانہ وہم پرستی پر مبنی ہے۔ اگر حقائق کی نظر سے اشیاء کو دیکھا جائے تو کائناتِ عالم کی کوئی چیز بھی قابلِ عبادت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ سب فانی ہیں۔ ہاں ان سب چیزوں کا وجود انسان کے فائدہ کے لئے ضرور ہے۔ آسمانوں و زمین کی سب اشیاء انسان کی خدمت کے لئے مسخر ہیں۔ وہ انسان کی خادم ہیں مخدوم اور معبود نہیں ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا انسان آسمانوں کی بلندیوں سے عمیق گڑھوں میں گر جاتا ہے گویا وہ انسانیت کے مقام سے نیچے آ جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس لطیف انداز میں قائل کیا تھا۔ فرمایا اِنِّىْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ کہ جو وجود آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں، ڈوب جاتے ہیں وہ میرے معبود نہیں ہو سکتے۔ معبود کے لئے الحیّ القیّوم اور حاضر ناظر ہونا ضروری ہے۔

پس کائناتِ عالم پر غور کرنے والا انسان اِن سب اشیاء سے توحید کا سبق حاصل کر سکتا ہے۔

حاصلِ مطالعہ

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

(۱) اکیسویں صدی عیسوی کا نقشۂ عالم

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۷ء پر ارشاد فرمایا:-

"تھوڑے ہی دن ہوئے میں نے ایک رؤیا دیکھی کہ میں خطبہ پڑھ رہا ہوں جس میں کہتا ہوں ہمیں اپنے بچوں کی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اس وقت جو بوجھ ہمارے کندھوں پر ہے اس سے ہزار گنے زیادہ بوجھ اُن کے کندھوں پر ہوگا۔ پس ہماری آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں دیکھیں گی کہ دُنیا کی زبردست طاقتیں اور قوتیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گی کہ اب احمدیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا مگر خدا اسی پر راضی نہ ہوگا وہ جماعت کو اور بڑھاتا جائے گا جب تک لوگ یہ نہ کہہ اُٹھیں کہ دنیا میں احمدیت ہی ایک مذہب ہے۔ غریب، امیر، عام انسان و نوابین، بادشاہ اور رعایا حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے گی یہاں تک کہ ساری دنیا میں ہی ایک سلسلہ رہ جائے گا اور باقی مذاہب اس کے مقابلہ میں اسی طرح ماند ہو جائیں گے جس طرح سورج کے سامنے ستارے ماند پڑ جاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی فرمائی ہوئی باتیں ہیں جو پوری ہو کر رہیں گی۔ پس دنیا کی بڑی سے بڑی روکیں ہمارے ایمانوں کو متزلزل نہیں کر سکتیں اور ہم لوگوں کی مخالفت سے مایوس نہیں ہو سکتے۔ جس شخص نے یہ دیکھا ہو کہ ایک اکیلے انسان کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کی جماعت بن گئی ہے وہ آئندہ ترقی سے کیونکر ناامید ہو سکتا ہے۔" (منہاج الطالبین طبع دوم ص۲۴)

(۲) خلفائے اُمت کے حق میں دعائے مصطفےٰ

حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیان فرمودہ حدیث:-

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رحمۃ اللّٰہ علی خلفائی قالوا ومن خلفاءک یا رسول اللّٰہ قال الّذین یحبّون سنّتی ویعلّمونھا النّاس۔"

(کنز العمال جلد ۵ ص۲۲۳)

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے خلفاء پر ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہوں گے؟ فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو میری سُنت سے محبت رکھیں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

(۳) تعلیم القرآن کی عظمتِ شان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے کہ:-

(۱) "عَلِّمِ النَّاسَ القُرآن وتعلّمه فانّك ان متّ وانت كذلك زارت الملائكة قبرك كما يُزار البيت العتيق"

(۲) "مَنْ جاءه الموت وهو يطلب العلم يحيي به الاسلام لم يكن بينه وبين الانبياء اِلّا درجة" (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۲)

لوگوں کو قرآن عظیم سکھاؤ اور خود بھی سیکھو کیونکہ اگر اس صورت میں تجھے پیغامِ اجل آجائے تو فرشتے تیری قبر کی اسی طرح زیارت کریں گے جس طرح خدا کے پہلے گھر (بیت اللہ شریف) کی زیارت کی جاتی ہے۔

نیز فرمایا۔ جس نے اس حالت میں وفات پائی کہ وہ اسلام کو زندہ کرنے کے لئے علم سیکھ رہا تھا قیامت کے دن اُس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ مبارکہ

حضرت قاضی ابوبکر بن عربیؒ کا قول ہے کہ بعض صوفیاء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بھی اور رسول اللہ کے بھی ہزار نام ہیں۔ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی ۹۴۲ھ / ۱۵۳۶ء) نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "سُبُل الهُدٰى والرشاد فی سیرت خیر العباد" میں حضورؐ کے بعض مشہور ناموں کے علاوہ مندرجہ ذیل نام بھی لکھے ہیں۔

خليفة الله ۔ صدّيق ۔ فارِق ۔
غني ۔ علي ۔ مرتضٰى ۔ اَلْمُهْدِی ۔
مسيح ۔ احمد ۔ نور ۔ محمود ۔
ناصر دين ۔

اِن مقدس ناموں پر غور کرنے پر یہ لطیف اشارہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء آفتابِ محمدیؐ کے عکسِ کامل ہیں حتّٰی کہ اُن کے نام بھی آنحضرتؐ کے مبارک اسماء کا حصہ ہیں فتبارکَ اللہ احسن الخالقین۔

اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ سب عنایات، تلطّفات اور برکاتِ الٰہیہ کے حقیقی مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب طفیلی ہیں۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپؐ کی عظمت کو قائم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۹)

نیز فرماتے ہیں :-

"ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔" (ازالۂ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۸)

(۵) مصلح آسمانی اور فلسفی شاعر — ایک لطیف موازنہ

حضرت سیدنا مصلح موعودؓ نے کلمہ طیبہ کے برکات پر ۱۵ فروری ۱۹۲۳ء کو ایک پُر معارف نظم کہی جس کے چند اشعار پیش ہیں ؎

ہے دستِ قبلہ نما لا اِلٰہ اِلّا اللہ
ہے دردِ دل کی صدا لا اِلٰہ اِلّا اللہ
کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادو
تو دل سے نکلی صدا لا اِلٰہ اِلّا اللہ
زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دم میں ہوگی دُور
ہوا جو جلوہ نما لا اِلٰہ اِلّا اللہ
بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑینگے
کرے گا ایک وفا لا اِلٰہ اِلّا اللہ
ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاجِ رُوحانی
مگر ہے رُوحِ شفا لا اِلٰہ اِلّا اللہ

اب اسی مضمون پر کلامِ اقبال (مطبوعہ ۱۹۳۶ء) ملاحظہ ہو ؎

خودی کا سِرِّ نہاں لا اِلٰہ اِلّا اللہ
خودی ہے تیغِ فساں لا اِلٰہ اِلّا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سُود و زیاں لا اِلٰہ اِلّا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا اِلٰہ اِلّا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گُل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا اِلٰہ اِلّا اللہ

؎ چراغِ مُردہ کجا شمعِ آفتاب کجا
ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

(۶) امریکہ اور مودودی

مودودی صاحب نے ۱۹۵۸ء میں پیمانِ وفا کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"اگر یہ بلاک فی الواقعہ چاہتا ہے کہ کمیونزم کی روک تھام کے لئے اسے مسلم عوام کا دلی تعاون حاصل ہو تو اسے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اسے مسلم ممالک کے حکمرانوں سے سازباز کرنا ہے یا مسلم ممالک کے عوام کا تعاون حاصل کرنا ہے۔" (ہفت روزہ تسنیم ۱۶ دسمبر ۱۹۵۸ء بحوالہ طلوعِ اسلام)

ع پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(۷) عیسائیت کی سرگرمیاں

عوامی اسلامک مشن لاہور نے "عیسائیت کی

سرگرمیاں" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا ہے
جس میں عیسائیوں کی "تبلیغ" کی آڑ میں خوفناک ہتھکنڈوں
کو بے نقاب کرکے بتایا ہے کہ پاکستان میں تمام مسیحی فرقے
مثلاً رومن کیتھولک، پروٹسٹنٹ، میتھوڈسٹ، بپٹسٹ،
انجلیکن، یونائیٹڈ پریسبیٹرین چرچ، یونیٹرین، سیونتھ
ایڈونٹسٹ وغیرہ مسلمانوں کو ورغلانے اور اپنے دام
فریب میں پھانسنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔
مسیحی مشنوں کو امریکہ، برطانیہ، سکاٹ لینڈ اور دوسری
یورپی حکومتوں کی سرپرستی حاصل ہے۔ یہ حکومتیں انہیں
ہر قسم کی مالی، سیاسی اور اخلاقی امداد مہیا کرتی ہیں۔
زرِ مبادلہ فراہم کرتی ہیں اور سفارتی ذرائع سے امداد
دیتی ہیں۔ ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۶ء تک بیرونی مشنریاں
۵ ارب روپیہ خرچ کر چکی ہیں۔
(رسالہ عیسائیت کی سرگرمیاں)

"ختم نبوت" کے نام نہاد اجارہ داروں اور
اسلام و پاکستان کے غداروں کا عیسائی طاقتوں
کی گونہ حمایت کرنے کا یہ کتنا واضح ثبوت ہے کہ یہ لوگ
تبلیغ عیسائیت پر خرچ ہونے والے اربوں روپیہ
پر ذرہ برابر اعتراض نہیں کرتے البتہ "احمدیہ صد سالہ
جوبلی فنڈ" کے ان کروڑوں روپیہ پر بے پناہ
تشویش و اضطراب لاحق ہے جو اسلام کے
غیور سپاہی عیسائیت کے دجل و فریب کو
پاش پاش کرنے اور اسلام کو چہار دانگ عالم
میں غالب کرنے کے لئے جمع کر رہے ہیں!!! مگر
عیسائیت اور اس کے سگے بندھوں کو کان کھول کر
سن لینا چاہیئے ۔

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کرکے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

(۸) عجمی اسرائیلیوں کے امام — ابوالکلام آزاد

مولانا آزاد کی کتاب "INDIA WINS FREEDOM" کا ایک ورق:۔
"میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ
پاکستان کا لفظ ہی میری طبیعت قبول
نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا
ایک حصہ تو پاک ہے اور باقی ناپاک۔ پاک
اور ناپاک کی بنیاد پر کسی قطعہ ارض کی تقسیم
قطعاً غیر اسلامی اور روحِ اسلام کے
بالکل منافی ہے"۔ جہاں تک یہودیوں
کے قومی وطن کا مطالبہ ہے اس سے
ہمدردی کی جاسکتی ہے کیونکہ وہ
ساری دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں
اور کسی علاقہ میں بھی وہاں کے نظم و
انصرام پر کوئی اثر نہیں رکھتے۔"
(ناشر مقبول اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۱۹
شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

حضرت مسیحؑ کشمیر میں

"ویک اینڈ" کے مضمون کا ردِّ عمل

عیسائی پادریوں اور دیگر اہلِ علم کے تبصرے

(جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق عیسائیت۔ لاہور)

(۱)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ نے انیسویں صدی کے آخر میں دُنیا کے سامنے ایک عظیم الشان قرآنی انکشاف پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر جبکہ آپ آیۂ مبارکہ وَ اٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ پر غور کر رہے تھے یہ امر کھولا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے اور اُن کو اور اُن کی والدہ کو ایک ایسی اونچی جگہ میں پناہ دی گئی جہاں اُن کے لئے قرار و امن میسّر تھا۔ وہ سرسبز و شاداب چشموں والی جگہ تھی۔ مزید غور کرتے ہوئے آپؑ پر یہ امر منکشف ہوا کہ یہ جگہ کشمیر ہے اور کشمیر میں "یوز آسف" کے مزار میں دراصل حضرت مسیح علیہ السلام دفن ہیں۔ یہ عظیم الشان تحقیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب "رازِ حقیقت"، "الھُدیٰ" (عربی) اور "مسیح ہندوستان میں" پیش کی۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ کسرِ صلیب کا یہ عظیم الشان ثبوت ہے۔ یوماً فیوماً مزید شواہد اس کی تائید میں نکلیں گے۔ یہاں تک کہ یکسر الصّلیب کی پیشگوئی جو کہ زبانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلی پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے گی۔

اس تحقیق کو علماءِ اسلام نے پہلے استخفاف کی نظر سے دیکھا لیکن پھر قرآنی آیات کے دلائل کے سامنے آہستہ آہستہ بعض علماء کے دل حیاتِ مسیحؑ کے عقیدہ سے بیزار ہو گئے اور وہ وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہونے لگے۔

مصر کے جیّد علماء میں سے سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی تحقیق کی تائید آپؑ کے اشدّ مخالف عالم نے کی۔ اُن کا نام علامہ سیّد رشید رضا ایڈیٹر المنار ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر میں ۱۲ جلدیں ترتیب دیں۔ اس تفسیر کا نام "تفسیر المنار" ہے۔ اس میں بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ

اِلَیْہِ کی تفسیر کے تحت انہوں نے "الہدیٰ" کے حوالہ سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام لیکر اُن کی تحقیق کا پہلے خلاصہ پیش کیا اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح کا صلیب سے بچ کر بلادِ ہند میں جانا ایک درست نظریہ ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی تردید کی۔

علماءِ یورپ کے پاس جب یہ تحقیق پہنچی تو اُن میں سے بعض عالموں نے اس تحقیق کو قدر کی نظر سے دیکھا اور اسے مزید تحقیق کا پیش خیمہ بنایا۔ یورپ کے ایک جید عالم رابرٹ گریوز ہیں جو بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اُن کے علم و فضل کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ میں انسائیکلوپیڈیا آف میتھیالوجی مرتب ہوئی تو اس کا Preface اُن سے لکھوایا گیا۔ اُن کے ایک رفیقِ کار جوشوا پوڈرو ہیں جو اسرائیلیات کے مانے ہوئے سکالر ہیں ان دونوں نے مل کر ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام Jesus in Rome ہے۔ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے بچ لئے گئے اور بالآخر بلادِ ہند میں پہنچے ——— "کشمیر میں وہ دفن ہیں؟" یہ امر ایک کھلے سوال کے طور پر انہوں نے علماءِ یورپ کے سامنے رکھا۔ ان دو عالموں نے اپنی کتاب کے آخری باب کا مواد مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم کی کتاب سے اخذ کیا۔ چونکہ خواجہ صاحب مرحوم نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا نام نہیں لیا تھا اسلئے مذکورہ کتاب میں اس تحقیق کے اصل منبع کی نشاندہی نہیں ہوئی۔ مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب نے بھوشیہ پران کا حوالہ پیش کیا ہے۔ لیکن ترجمے میں بعض غلطیاں رہ گئی تھیں۔ مذکورہ عالموں نے ہندوستان کے ایک چوٹی کے سنسکرت عالم سے بھوشیہ پران کے اس حصہ کا ترجمہ کروایا اور نہایت درست ترجمہ پہلی دفعہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بھوشیہ پران میں صاف الفاظ میں یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے ملک سے ہجرت کر کے بلادِ ہمالیہ کی طرف آ گئے تھے۔ ایک راجہ کو انہوں نے بتایا کہ میرا نام عیسیٰ مسیح ہے۔ میری ولادت ایک کنواری کے بطن سے ہوئی۔ میرا مشن تزکیۂ قلوب ہے۔ میں نگمہ یعنی وحی الٰہی یا صحفِ سماوی کی ترویج کرتا ہوں ——— ایک ساکا قوم کے راجہ نے ہمالیہ دیش کے کسی علاقہ میں اُن کو مستقل طور پر بسا دیا۔ اور اس علاقہ کی سیادت انہیں حاصل ہو گئی۔ اور بھی بہت سے تاریخی ثبوت ان عالموں نے پیش کئے کہ جن سے خود بخود حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحقیق [illegible]

اس کے بعد سائنسی تحقیق کا دور شروع ہوا اور یہ ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ صلیب سے اتار لئے گئے۔ اور جب اس چادر میں جسم لپیٹ کر رکھا گیا جسے "تورن کفن" کہا جاتا ہے تو دورانِ خون جاری تھا اور آپ کا دل حرکت

کر رہا تھا۔ کفنِ مسیحؑ پر ایک کتاب یورپ میں "INQUEST ON JESUS CHRIST" شائع ہوئی۔ اس کتاب کا دوسرا عنوان ہے "کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے تھے؟" اس کتاب میں بھی وہی تحقیق پیش کی گئی جو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" پیش کی ہے۔ مثلاً ایک باب میں یونسؑ نبی کے نشان والے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا کہ جس طرح یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ گئے اور زندہ ہی واپس نکلے اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام قبر میں بے ہوشی کی حالت میں رہے اور جب زندگی عود کر آئی تو باہر نکل آئے۔

اس کتاب کے مصنّف نے جو کہ خود کیتھولک ہیں پوپ سے درخواست کی ہے کہ وہ عقیدۂ صلیب پر نظرِ ثانی کریں۔ کیونکہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے اور ہولی شراوڈ (مقدس کفن) اس کا ثبوت ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی وفات کے دوسرے سال ابتدائی عیسائیوں کی سُریانی مناجات کا انکشاف ہوا۔ بعض نظموں میں خود حضرت مسیحؑ دُنیا سے مخاطب ہیں ـــــ واضح الفاظ میں ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے موت کے گڑھے سے نکال کر اوپر لے آیا۔ پھر ہجرت کا بیان ہے۔ بیسویں صدی میں صحائفِ قمران نکل آئے اُن میں ایک فرستادہ حق کا بتکرار ذکر ہے جو کہ موت کے مُنہ سے بچایا گیا اور دُنیا کے ممالک میں اپنے بھائیوں کے پاس جانے کے لئے پابرکاب ہے۔ فرستادۂ حق سے مراد کیا حضرت مسیح ہیں؟ یہ بحث رُبع صدی سے جاری ہے۔ آخر میں ناگ حمدی صحائف شائع ہوئے ان کا بھی یہی مضمون ہے۔

سری نگر کے ایک بہت بڑے مؤرخ اور عالم فدا محمد حسنین ہیں جو کہ سری نگر یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ کے ہیڈ ہیں اُنہوں نے جب کتاب "مسیح ہندوستان میں" پڑھی تو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا کہ میں اس تحقیق کو دُنیا کے سامنے پیش کروں گا۔ ان کا قول ہے کہ ہم سے ایک "تاریخی گناہ" سرزد ہوا کہ ہم نے اس تحقیق کو جماعت احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے نظر انداز کئے رکھا۔ یہ تحقیق اتنی سچّی ہے اور حقائق پر مبنی ہے کہ اگر یُوزآسف کی قبر کو کھولا جائے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ مزارِ مقدس حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ہے۔ انہوں نے ایک باقاعدہ مہم شروع کی ہے۔ یورپ کے کثیر الاشاعت اخبارات میں اُن کے بیانات آئے ہیں اور یورپ کا ردِ عمل بھی منظرِ عام پر آ رہا ہے۔

جرمنی کے کثیر الاشاعت میگزین "STERN" میں ان کی تحقیق شائع ہوئی تو کلیسیائی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ انگلستان کے ہفت روزہ WEEK END میں ان کی تحقیق کا خلاصہ مع فوٹو شائع ہوا تو چوٹی کے مذہبی علماء بوکھلا گئے۔

پروفیسر حسنین نے اس تحقیق کے پیش کرنے

میں کچھ تاریخی غلطیاں ہوئی ہیں ان سے قطع نظر بڑی خوبی سے انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام صلیب سے بچائے گئے اور بلادِ ہند میں ہجرت فرما ہوئے اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کا مزار ہے۔ ان کا پہلا بیان ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۷۳ء کے WEEK END میں شائع ہوا اور پھر اس کی آئندہ اشاعت میں مزید تحقیق اور تصاویر پیش کی گئیں اور علماء کا ردِ عمل بتایا گیا۔

پہلے مضمون کا عنوان ہے "کیا مسیح نے اپنی نامعلوم زندگی ہندوستان میں بسر کی؟" اور دوسرے مضمون کا عنوان ہے "حضرت مسیح کی مخفی زندگی"۔ دوسرے مضمون میں ذیلی عنوان ہے کہ "ایک پروفیسر تاریخ کے نظریہ پر چرچ کی سربرآوردہ شخصیتوں نے اپنے فی لفافہ خیالات کا اظہار کیا ہے"۔ جن علماء نے اظہار خیال کیا ان کی تصاویر بھی آئی ہیں اور یروشلم سے کشمیر تک اور کشمیر سے دوسرے بلاد تک حضرت مسیح علیہ السلام کے سفرِ زندگی کا نقشہ بھی شائع کیا گیا اور قبرِ مسیح کے فارسی تولیت نامہ کا عکس بھی شائع ہوا ہے۔ یہ نادر دستاویز حضرت مفتی محمد صادق صاحب رض نے اپنی کتاب "قبرِ مسیح" میں سب سے اوّل شائع کی۔ اس مضمون میں یہ لکھا ہے کہ پروفیسر حسنین جب تک قبر کھول کر نہ دیکھ لیں اور تبت کی خانقاہوں سے وہ طومار نہ حاصل کر لیں جن میں حضرت مسیح کی زندگی کے مخفی حالات درج ہیں اس وقت تک وہ چین سے نہ بیٹھیں گے۔

(۲)

۱۸ جولائی سنہ ۱۹۷۳ء کے "ویک اینڈ" (WEEK END) میں ڈاکٹر حسنین نے اپنی تحقیق کا حاصل پیش کیا۔ خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ اناجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ۱۲-۳۰ سال کی زندگی نامعلوم ہے۔ اپنی زندگی کے ۱۸ سال انہوں نے ہندوستان میں بسر کئے۔ اس کا ثبوت تبت کی خانقاہ سے ملنے والا لٹریچر ہے جس کا خلاصہ روسی سیاح نکولس نوٹووچ اپنی کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی" میں شائع کر چکے ہیں۔

۲۔ تیس سال کی عمر میں حضرت مسیح علیہ السلام واپس فلسطین میں آ گئے۔ ۳۰-۳۳ سال کی عمر میں انہیں حوالہ صلیب کر دیا گیا۔ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ غشی کی حالت میں اتار لئے گئے۔ صحتیاب ہونے پر دوبارہ آپ بلادِ شرقیہ کے سفر پر روانہ ہو گئے بالآخر کشمیر میں پہنچے جہاں ان کی وفات ہوئی۔

۳۔ آپ کا مزار یوز آسف کے نام سے سری نگر کے محلہ خانیار میں موجود ہے۔ وہ اگر کھولا جائے تو حقیقتِ حال منکشف ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر حسنین نے اس نظریہ کی تائید میں بھوشیہ پران

اور دوسری تاریخی کتابوں کے حوالے پیش کئے اور بتایا کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک خانقاہ ہمس کے طومار حاصل نہ کرلوں اور مقبرہ کھول کر نہ دیکھ لوں۔

ویک اینڈ (WEEK END) کے آئندہ شمارہ یعنی ۲۵ جولائی ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں "چرچ اور علماء" کا ردعمل شائع ہوا ہے۔ اس دلچسپ بحث میں مندرجہ ذیل علماء نے حصہ لیا ہے:-

1. CANON J.D. PEARCE-HIGGINS
2. REV. DEWI MORGAN
3. REV. LIONEL SWAIN
4. REV. DONALD SOPER

یہ لوگ انگلستان کے چوٹی کے مذہبی علماء یا سکالر ہیں۔ ان کی تنقید بڑی فراخدلانہ ہے بعض علماء دل سے چاہتے ہیں کہ اس تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ علماء کی تنقید کا ایک حصہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر حضرت مسیحؑ نے صلیب سے پیشتر ۱۸ سال ہندوستان میں بسر کئے تھے تو ان کی باتوں اور تماثیل میں فلسطینی ماحول کی بجائے ہندی ماحول کی کوئی نہ کوئی عکاسی ہوتی۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو کبھی تو بتایا ہوتا کہ میں نے اپنی عمر عزیز کا بڑا حصہ ہند میں بسر کیا ہے۔ اس کے برعکس حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام میں ارض کنعان کے ماحول کی مکمل تصویر ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کنعان سے باہر نہیں گئے۔ انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں سارا مشرق گھوم آیا ہوں۔ ان کی زبان، سرمایۂ الفاظ اور لب و لہجہ خالصتاً مقامی ہے بدیشی نہیں۔ اگر کوئی بچپن میں کسی غیر ملک میں چلا جائے، جوانی میں واپس آئے تو اس کی زبان اور سارا ماحول بدل جاتا ہے۔ یہاں معاملہ برعکس ہے لہذا بچپن میں ہندوستان جانے کا نظریہ درست نہیں۔

یہی بات آج سے ۷۰ سال قبل حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں اور راز حقیقت میں بتائی ہے کہ بچپن میں جانے والی بات درست نہیں۔ فرماتے ہیں:-

"یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے پہلے ہندوستان کی طرف آئے تھے اور نہ اس وقت کوئی ضرورت اس سفر کی پیش آئی تھی۔ بلکہ یہ ضرورت اس وقت پیش آئی جبکہ بلادِ شام کے یہودیوں نے حضرت مسیح کو قبول نہ کیا اور ان کو اپنے زعم میں صلیب دے دیا ۔۔۔۔۔۔ اس وقت حضرت مسیحؑ نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کہ یہودیوں کے دس گم شدہ فرقے ہندوستان کی طرف آ گئے ہیں ان ملکوں کا قصد کیا" (مسیح ہندوستان میں ص ۴۳)

بچپن میں آنے کا قصہ بدھوں نے کیوں
مشہور کیا ؟ اس کا جواب راز حقیقت صفحہ پر
ملاحظہ ہو۔ بھوش پُران میں حضرت مسیحؑ کا اپنا
مکالمہ درج ہے جس میں بچپن میں آنے کا ذکر نہیں
بلکہ یہ بتایا کہ نبوت کے بعد میں نے ہجرت کی ہے۔

بچپن میں آنے کی روایت روسی سیاح
نکولس نوٹووچ نے ہمس کے لاماؤں کے حوالہ سے
پیش کی ہے۔ لیکن اسی سیاح نے اپنے معالج
ڈاکٹر مارکس کو یہ بتایا کہ صلیب کے بعد آنے کی روایت
مجھے بتائی گئی۔ روزنامچہ کی کئی جلدیں لداخ کے
مدریوین مشن میں محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر حسنین نے یہ
روزنامچے برآمد کئے۔ بھارت کے اخبارات میں
اس انکشاف کی خبر آچکی ہے۔ دو صفحوں کا فوٹو بھی
شائع ہو چکا ہے۔ بقول ڈاکٹر حسنین روزنامچہ
میں لکھا ہے :۔

"نکولس نے بودھی کتابوں سے
حضرت عیسیٰؑ کی پوشیدہ زندگی
کے متعلق معلومات حاصل کئے
ہیں۔ وہ مرے نہیں تھے بلکہ ہند،
نیپال، تبت اور کشمیر تشریف لائے"

مختصر یہ کہ بچپن میں آنے والی بات درست
نہیں یا روایت کا ایک پہلو ہے۔ اس
باب میں علماء کی تنقید قابل قدر اور درست ہے۔

حضرت مسیحؑ نے اپنی زندگی کے ۱۸ سال
کہاں بسر کئے ؟ اب یہ بات ایک مستقل نظریہ
کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ وادیٔ قمران میں
جامعۂ عیسینیہ میں آپ زیر تربیت رہے۔
سکندریہ کے آثار سے جو مکتوب ملا ہے اس میں
بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح اور یحییٰ علیہما السلام
دونوں عیسینی صلحاء کی تربیت میں تھے۔ ان کا مرکز
بحر میت کے کنارے پر تھا۔ یہی علاقہ ہے جسے اب
وادیٔ قمران کہا جاتا ہے۔ وادیٔ قمران کے صحائف
اور جامعہ کے آثار اس نظریہ کی تائید میں ہیں۔ بہرکیف
۱۸ سالہ زندگی کا دور اب کوئی راز نہیں صحائف
قمران اور مکتوب سکندریہ کی رو سے کھلی بات ہے۔

یورپ میں مکتوب سکندریہ کو ایک وضعی
دستاویز سمجھا جاتا ہے لیکن صحائف قمران کے انکشاف
نے اس دستاویز کو اپنی خاکستر سے زندہ کر دیا ہے
اسلئے میں نے اس کے حوالے دیئے ہیں۔ علماء یورپ
تو اس کا نام لینا بھی گوارا نہیں کریں گے۔

(۳)

ایک عالم کہتے ہیں کہ روایات کی کچھ نہ
پوچھئے۔ روایت تو یہ بھی ہے کہ یوسف آرمتھیا
اور حضرت مسیح انگلستان میں آئے تھے کشمیر والی
روایت بھی اسی قسم کی ہو سکتی ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ
یوسف آرمتھیا کے حالات اپاکرفل تحریرات میں موجود
ہیں۔ ایم۔ آر جیمس نے ساری غیر مستند روایات اپنی
کتاب میں جمع کر دی ہیں۔ ان میں یہ روایت نہیں ہے
ظاہر ہے کہ یہ شخص گپ شپ ہے۔ گلاسٹن بری چرچ
کے متعلق ایک مقامی روایت ہے کہ یوسف آرمتھیا

اس کے بانی تھے[1]۔ بالفرض یہ روایت موجود ہے تو قابلِ غور امر یہ ہے کہ توما حواری کے متعلق بھی مختلف روایات ہیں۔ کوئی کہتا ہے ہندوستان میں ہندی روایت کو ہم کیوں صحیح مانتے ہیں؟ اسلئے کہ ثقہ ذرائع اور تواتر سے پتہ لگا کہ توما ہند گئے تھے۔ وہاں ان کا مزار بھی ہے۔ اور "سینٹ توما کے عیسائی" بھی موجود ہیں بعصرِ حاضر میں انہوں نے توما کی شہادت کی ۱۹۰۰ ۱۹ سوویں برسی منائی ہے۔ جب کوئی آدمی لاپتہ ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کے رشتہ داروں، دوستوں، عقیدت مندوں یا قبیلہ والوں سے پوچھا جاتا ہے۔ حضرت مسیح کا کیس بھی کسی تفتیش کنندہ ماہر کے سپرد کر دیجئے۔ کڑیاں جوڑ لیجئے۔ آج سے ۱۹۴۰ برس قبل پیغمبر یروشلم صلیب سے بچا لیا گیا۔ اس کے بعد وہ لاپتہ ہو گیا۔

حواریوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں ملے تھے۔ ہم نے بھوت پریت سمجھا۔ تو ہمارے آقا نے کہا۔ صلیبی زخموں میں انگلی ڈال کر دیکھ لو۔ میں بجسدِ عنصری موجود ہوں۔ میرے نقوشِ قدم موجود ہیں۔ بھوت پریت کیا چل کر آیا کرتے ہیں؟

صلیبی واقعہ کے بعد اپنے بھائی یعقوب کو ملے۔ اس نے کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ سوگند لے لی جب تک برادرِ بزرگوار نہ ملیں گے روزہ سے رہوں گا۔ اس کا روزہ خود افطار کروایا۔ صحتیاب ہونے پر گلیل میں چلے گئے۔ وہاں حواریوں سے ملاقات ہوئی۔ پولوس رسول کی شہادت موجود ہے کہ جی اٹھنے کے بعد ہمارا آقا

"پہلے کیفا (یعنی پطرس) کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔ اس کے بعد پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا۔ اکثر ان میں سے اب تک زندہ ہیں اور بعض سو گئے ہیں۔ پھر یعقوب کو دکھائی دیا۔ پھر سب رسولوں کو اور سب سے پیچھے مجھے بھی دکھائی دیا۔"

(کرنتھیوں ۱ ۱۵/۴-۸)

گویا صلیب کے بعد پانچ سال کی شہادتیں موجود ہیں کہ حضرت مسیح مخفی طور پر گھومتے رہے۔ اب ہمیں ایسی شہادتیں ملتی ہیں کہ وہ عرب میں گئے۔ اڈیسیہ اور نصیبین میں سرگرمِ عمل رہے۔

اس دوران حضرت مریم جو کہ یروشلم میں فروکش تھیں لاپتہ ہو گئیں۔ مریم مگدلینی، پطرس اور توما بھی غائب ہو گئے۔ حضرت مریم صدیقہ کے متعلق قدیم روایت ہے کہ وہ ایشیا چلی گئیں۔ نصاریٰ نے ایشیائے کوچک مراد لے لیا۔ وہاں ان کا کوئی پتہ نہ ملا۔ لوگوں نے کہا وہ بھی آسمان پر چلی گئیں۔ اس طرح اپنے دل کو تسلی دے لی۔ پطرس نے بابل جا کر ایک مکتوب لکھا جس میں ایک مقدس خاتون کا سلام بھیجا گیا ہے۔ یہ مکتوب نئے عہد نامہ میں موجود ہے تفتیش کرنے پر پتہ لگا کہ بابل

---

[1] اے ہسٹری آف کرسچین مشنز از سٹیفن نیل حاشیہ ص۳۵

میں ایک قافلہ جلاوطن یہود کے پاس پہنچا جس میں حضرت مسیحؑ، پطرس، توما اور ایک مقدس خاتون موجود تھے۔

مصر کے آثار سے انجیل فلپ برآمد ہوئی۔ اس میں لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا آقا صلیب پر مر گیا وہ غلطی خوردہ ہیں۔ اسی انجیل میں ہے کہ :-

"مسیح کے سفرِ زندگی میں تین خواتین
ہر وقت ان کے ساتھ رہیں۔ یہ
عجیب اتفاق ہے کہ وہ تینوں مریم
نامی تھیں۔ ایک ان کی والدہ تھی،
ایک ان کی رفیقۂ حیات مریم مگدلینی
اور ایک ان کی بہن (یا خالہ)"

اس مقدس قافلے کے منزل بہ منزل تبت سے آثار ملتے ہیں۔ ان کو ہم چھوڑتے ہیں۔ ہندوستان میں آئیے۔ قرن اول میں ٹیکسلا پارتھی بادشاہ گنڈوفارس کی حکومت کا دارالسلطنت تھا۔ گنڈوفارس کے دربار میں، ہم توما کو دیکھتے ہیں۔ ہمالہ دیش میں ایک ساکا قوم کے راجہ سے حضرت مسیحؑ ملتے ہیں۔ ان کا مکالمہ بہت دلچسپ ہے۔ بھوشن پران میں لکھا ہوا موجود ہے۔ اسی دور کی ایک سُریانی نظم ملتی ہے جو کہ ہندوستان کے عیسائیوں کے ورد زبان تھی۔ اس میں لکھا ہے کہ مشرق میں وُرقان (سرسبز و شاداب پہاڑ) کی چوٹیوں پر بادشاہوں کے بادشاہ خاتونِ مشرق اور دوربعہ میں ایک نائب بھائی کی آسمانی بادشاہت قائم ہے۔ صحیفہ یوز آسف میں لکھا ہے کہ یوز آسف منتشر لوگوں کو مجتمع کرنے کے مشن پر ملک بہ ملک گھومتے رہے۔ آخر میں وارد کشمیر ہوئے۔ یہاں فوت ہوگئے اور اسی جگہ دفن ہوئے۔

قرونِ اولیٰ کی کتاب "اعمال توما" میں لکھا ہے کہ توما گنڈوفارس کے دربار سے ہوتا ہوا حضرت مسیحؑ کے حکم پر ہندوستان کے ایک دوسرے گوشہ میں چلا گیا۔

کشمیر میں یوز آسف (یعنی یسوع آسف) کی قبر صدیوں سے مرجعِ خلائق ہے۔ مائیلاپور میں مقدس توما کا مقبرہ ہے۔ کوہ مری میں ایک مریم نامی بزرگ خاتون کا مزار ہے۔ کاشغر میں روایت ہے کہ صلیبی واقعہ کے بعد مریم کاشغر آگئیں۔ کاشغر میں مریم مزار آج تک موجود ہے (بعض کہتے ہیں ایک مغل شہزادی یہاں دفن ہے۔ قدیم روایت بتاتی ہے کہ حضرت مریم کا یہ مزار ہے) دوسری صدی کی روایت ہے کہ حضرت مسیح "ایڈاس سینٹر" میں فوت ہوئے۔ یعنی انہوں نے بڑھاپا بھی دیکھا پھر اُن کی وفات ہوئی۔

ان سب تاریخی شواہد پر ایک تفتیش کنندہ مجموعی نظر ڈالتا ہے تو وہ لازماً اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ

ف (a) GNOSTICISM.
By R.M. GRANT P-116
(b) ACTS OF THOMAS IN APOCRYF.IAL NEW TESTAMENT BY M.R. JAMES P-411

جس کا ذکر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں کیا ہے۔

(۴)

ایک عالم کہتے ہیں کہ مشرق کے یہودیوں میں یسوع نام عام تھا۔ کشمیر کی پرانی کتابوں میں اگر یسوع کی آمد کا ذکر ہے تو اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ ان کو اشتباہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کسی بعد کے یسوع کی طرف حضرت مسیح ناصریؑ کے حالات منسوب کر دیئے۔ کیا اس امر کا امکان نہیں ہے؟

یہ دلیل بڑی عجیب ہے۔ توما حواری ہندوستان میں آئے۔ ان کا مزار مائیلا پور میں (مدراس کے قریب) موجود ہے۔ علماء یہی کہتے رہے کہ یہ توما وہ نہیں بلکہ کوئی اور ہیں۔ اب ثابت ہوا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے حواری توما پہلے ٹیکسلا آئے۔ پھر وہ جنوبی ہند میں گئے۔ وہاں شہید ہوئے۔ انکا مقبرہ مائیلا پور میں ہے۔ سرجان مارشل نے اپنی کتاب ٹیکسلا میں لکھا ہے۔ قرونِ اولیٰ کی کتاب "اعمال توما" کو افسانہ سمجھا جاتا تھا۔ اب کردار نمایاں ہو گئے۔ بیان فرمودہ شخصیتیں آثارِ قدیمہ سے نکل آئی ہیں۔ گنڈوفارس کے دربار میں "توما" کا آنا ایک تاریخی **حقیقت** ہے۔ یہی شبہ حضرت مسیحؑ کی آمد ہندوستان کے متعلق پیش کیا گیا۔ قدیم لٹریچر اور آثار بتاتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ بنفسِ نفیس ہندوستان میں آئے تھے۔ رابرٹ گریوز اور یشوعا پوڈرو جیسے جید عالموں نے اپنی کتاب JESUS IN ROME میں یہ شواہد جمع کر دیئے ہیں۔ ایک نظر دیکھ لیں پھر بتائیں حضرت مسیح ناصریؑ مراد ہیں یا کوئی اور۔

ایک عالم کہتے ہیں توما کا ہندوستان میں آنا حقیقت ثابتہ ہے۔ بھوش پران میں سفید لباس میں ملبوس جس بزرگ کا ذکر ہے ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد توما ہوں۔ جواباً گزارش ہے کہ بھوش پران کے حوالہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "میرا نام عیسیٰ مسیح ہے۔ میری پیدائش ایک کنواری کے بطن سے ہوئی ہے۔" پھر لکھا ہے کہ بادشاہ نے اسے ہمالیہ دیش کے ایک علاقہ میں پورے طور پر بسا دیا۔ اس کے برعکس توما جنوبی ہند چلے گئے تھے وہاں ان کا مزار ہے۔ بھوش پران میں ہے کہ حضرت مسیحؑ کو ہمالہ دیش میں بسایا گیا۔ صحیفہ یوز آسف میں ہے کہ یوز آسف کی وفات کشمیر میں ہوئی۔ یوز آسف' یسوع آسف ہے۔ اگر مائیلا پور کی قبر توما کی ہے تو یوز آسف والی قبر حضرت مسیحؑ کی قبر کیوں نہیں؟

ایک عالم کہتے ہیں کہ مسیحؑ کے مر کر زندہ ہونے کی روایت بعد میں گھڑی گئی۔ صلیب کی روایت سرے سے غلط ہے۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ روایت کے مطابق واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ ۴۸ گھنٹوں کے اندر بعض حواریوں کو ملے۔ پھر ۸ میل دور ایک گاؤں میں چل کر گئے۔ جسے صلیب دیا گیا ہو، جس کے پاؤں میں میخیں

ٹھونکی گئی ہوں اس میں چلنے پھرنے کی سکت کہاں ہوتی ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ انجیل کی روایات میں غلطی کا امکان ہے لیکن اس عالم کی غلطی یہ ہے کہ اس نے یہ سمجھ لیا کہ پاؤں میں میخیں ضرور ٹھونکی گئی ہوں گی۔ سکندریہ کے آثار سے ملنے والے مکتوب میں صاف لکھا ہے کہ ہاتھوں میں میخیں ٹھونکی گئی تھیں۔ پاؤں میں نہیں۔ اناجیل میں بھی پاؤں میں میخیں لگانے کا ذکر نہیں۔ بعض عیسائی علماء نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ ایسی صورت میں مریض کا کچھ عرصہ بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو جانا قرینِ قیاس ہے۔ یوحنا ۲۰ باب میں تین بار ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ کا ذکر ہے پاؤں میں میخیں لگانے کا کوئی ذکر نہیں۔ (ملاحظہ ہو آیت ۲۰-۲۵-۲۷)

ایک عالم فرماتے ہیں کہ سری نگر کی قبر کھولنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگر اس میں کوئی قیمتی چیز تھی تو سمجھئے پرانے مقبروں کی طرح قبر لُٹ چکی۔ اگر سادہ قبر ہے تو کیا نتیجہ برآمد ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔

یوز آسف کی قبر ایک تہ خانہ میں ہے جو کہ کبھی کھولا نہیں گیا۔ امکان ہے کہ اس تہ خانہ میں کوئی لوحِ مزار ہوگا جو کہ حقیقتِ حال کو واشگاف کر دے گا۔ یوز آسف کسی معمولی شخصیت کے مالک نہیں تھے انہیں "شہزادہ نبی" کہتے تھے۔ ان کا مقبرہ خالی نہیں ہو سکتا۔ ضرور اس میں سے "لوحِ مزار" نکلے گا۔ پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ مصر کے مقابر جب کھولے گئے تو یہاں تک پتہ لگا لیا گیا کہ متوفی

کونسی بیماری کا شکار تھا۔ وہ اگر مقتول تھا تو زخم کہاں کہاں لگا؟ کیا صلیبی زخم چھپ سکتے ہیں؟۔ ظاہری نظر سے نہیں تو ایکسرے فوراً بتا دے گا کہ ہتھیلیوں میں کہاں کہاں میخیں ٹھونکی گئیں۔

کفنِ مسیح پر اتنی ریسرچ ہو چکی ہے وہی تحقیق باقیاتِ جسم پر کیوں نہیں ہو سکتی؟ حال ہی میں رومی دور کی ایک مصلوبہ لاش ملی ہے۔ اس کے پہچاننے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ "الھدیٰ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر قبر کو کھولا جائے تو اس میں سے الواح برآمد ہوں گی جو کہ حقیقتِ حال کا پتہ دے دیں گی۔ وہ وقت آئے گا کہ مقبرہ کھولا جائے گا اور ہمیں یقین ہے کہ وہ مکمل طور پر کسرِ صلیب کی ساعت ہوگی اس دن کو قیامت تک کے لئے "یومِ کسرِ صلیب" کے طور پر منایا جائے گا انشاء اللہ۔

تاریخ بتاتی ہے کہ قرونِ اولیٰ میں مائیلا پور میں توما حواری کی قبر کو کھولا گیا۔ اور ان کی کچھ باقیاتِ جسم کو ایڈیسہ منتقل کیا گیا۔ ۱۵۲۳ء میں پرتگیزوں نے کھدائی کی تو ایک پتھر نکلا جس پہ توما کی تصویر ہے۔ ایک ہاتھ میں انجیل ہے دوسرے سے وہ برکت دے رہے ہیں۔ اس کھدائی میں کئی فٹ کی گہرائی پہ ہڈیاں بھی برآمد ہوئیں۔ (کرسچین انڈیا از پلاٹے ترمٹ ۲۷)

مقدسین کی قبروں کو کھولنا ایک پرانی روایت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کو

مصر سے کنعان منتقل کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہڈیاں سمیٹ کر اُنہیں کہیں منتقل کر دیا گیا اور قبر کو بے نشان کر دیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ آشوری حملہ آور نعش مبارک کی بے حرمتی نہ کر پائیں۔ ان حالات میں یوزآسف کی قبر کھولنے میں آخر حرج ہی کیا ہے؟

ابھی حال ہی میں یروشلم میں حضرت مریم کی قبر کھولی گئی۔ وہ اندر سے خالی پائی گئی۔ حضرت مریم صدیقہ کی قبر بھی کشمیر، کاشغر، کوہ مری یا گودو نواح کے مقامات پر ملے گی۔ ان کی یروشلم والی قبر جعلی ثابت ہو چکی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ کشمیر سے انجیلیں برآمد ہوئی ہیں۔ دوسری صدی کے آخر میں سکندریہ کا ایک عیسائی عالم اور فلاسفر شمال مغربی ہندوستان میں آیا۔ اس نے یہاں عبرانی زبان میں انجیل کے نسخے دیکھے۔ ظاہر ہے کہ اناجیل کا کشمیر کے آثار سے ملنا قرینِ قیاس ہے۔

ایک عالم کہتے ہیں کہ پولوس رسول کا قول ہے کہ اگر حضرت مسیح مرکر زندہ نہیں ہوئے تو ہمارا ایمان بے فائدہ ہے۔ اندریں صورت ہم سب جھوٹے ہیں۔ جواباً گزارش ہے کہ پولوس رسول نے یہ بھی تو کہا ہے کہ انبیاء کی پیشگوئیوں کی رُو سے

"یہ واجب تھا کہ مسیح دُکھ اُٹھائے
اور سب سے پہلے مُردوں میں سے
زندہ ہوکر اس اُمت اور غیر قوموں
میں نور کی منادی کرے۔" (اعمال $\frac{26}{23}$)

(رابرٹ گریوز اور یشوعا پوڈرو اپنی کتاب "یسوع روم میں" لکھتے ہیں کہ اس حوالہ میں باہر کے ممالک میں تبلیغ کے لئے جانے کا واضح ذکر ہے۔ اس سے صاف حوالہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

مُردوں میں سے زندہ ہونا ایک حقیقت ہے؟

حضرت مسیحؑ قبرستان میں ایک غار نما قبر میں رکھے گئے۔ صلیب کے دُکھوں کے بعد مُردوں میں سے زندہ ہوئے۔ مشابہ بالموت حالت سے گزرے۔ اسے ہی مُردوں میں سے زندہ ہونا کہتے ہیں۔ آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا "مردہ زندہ ہو گیا"۔ قبر میں رکھنے لگے تھے کہ زندگی عود کر آئی۔ یہی محاورہ حواریوں اور تابعین میں حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے مستعمل تھا۔ اس محاورہ سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ اس میں کلام نہیں کہ ایک شخص مُردہ سمجھے جانے والوں میں سے زندہ ہوکر **اسباطِ اسرائیل** کے پاس پہنچا، غیر ممالک میں گیا اور اس نے آنے والے نور کی منادی کی لیکن کیا یہ بات میڈیکل سائنس کے خلاف ہے؟ تاریخ کے خلاف ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہزاروں ایسے شخص زندہ ہو چکے ہیں جن کو مُردہ تصور کر لیا گیا۔ یہ بات سائنس اور تاریخ کے خلاف نہیں۔

ایک عالم کہتے ہیں کہ کبھی کوئی صلیب پاکر بھی زندہ بچا ہے؟ اس عالم کو قرنِ اوّل کے مؤرخ یوسیفس کی تاریخ پڑھنی چاہیئے جس نے لکھا ہے کہ ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ خود یوسیفس شاہد ہے کہ

مَیں نے صلیب پر سے تین لیٹنے واقف کار اُتروائے ان کی خبر گیری کی تو ایک بالآخر درست ہو گیا پر باقی دو مر گئے۔ (1)

ایک عالم کی تعلی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں نیم مُردہ حالت سے زندہ ہونے کا نظریّہ کوئی نئی بات نہیں، اتنی پُرانی ہے کہ ہزار ہا بار اس کی تردید ہو چکی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ صداقت کی تردید ہزار بار کیا اگر لاکھ بار بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیا کفنِ مسیحؑ پر ریسرچ نے پُرانی تھیوری کو زندہ نہیں کر دیا؟ آپ پہلے JOHN REBAN کی کتاب —— INQUEST ON JESUS CHRIST

"DID HE DIE ON THE CROSS?"

پڑھیں اور پھر بات کریں۔ کفن موت کی علامت ہے۔ لیکن کفنِ مسیح زندگی کی دلیل ہے۔ کفن پر سائنسی تحقیق نے ثابت کیا کہ حضرت مسیحؑ اُس وقت زندہ تھے جب اُس چادر میں رکھے گئے۔ دورانِ خون جاری تھا۔ آپ کروڑ مرتبہ تردید کریں، جسے آپ مُردہ کہتے ہیں وہ کفن سے باہر آچکا ہے۔ ایک زندہ کے منہ پر اُسے مُردہ کون کہہ سکتا ہے؟ ایک چلنے پھرنے والا شخص، حواریوں سے ملنے جُلنے والا آدمی کیا بھُوت پریت تھا؟ صلیبی زخموں میں انگلی ڈال کر بھی آپ کو یقین نہ آیا کہ حضرت مسیحؑ صلیبی موت سے بچا لیے گئے؟ اسی جسم میں زندہ رہے، حواریوں کو ملے اور دنیا میں گھومتے رہے۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے آپ بنی اسرائیل کے اسباطِ عشرہ کے پاس پہنچے —— بنی اسرائیل کے نقوشِ قدم پر آپ نے سفر کیا۔ بالآخر گُم شدہ بھیڑوں کو پا لیا۔ پھر بقول انجیل ایک ہی گلہ اور ایک ہی چوپان ہو گیا۔

صلیبی موت سے بچ جانے کی روایت اتنی ہمہ گیر ہے کہ عیسائیت جب جاپان میں پہنچی تو قبل ازیں وہاں بھی یہ روایت موجود تھی۔ علماء لکھتے ہیں ایک عجیب و غریب فرقہ وہاں پہلے سے موجود تھا جو کہ مانتا تھا کہ صلیب سے نجات پا کر حضرت مسیحؑ (بلادِ شرقیہ سے ہوتے ہوئے) شمالی جاپان میں آئے۔ گویا جاپان کے قدیم عیسائیوں کا مدار صلیبی موت پر نہیں بلکہ صلیب سے نجات پر تھا۔ حضرت مسیحؑ تبت، لداخ اور چین میں پھرتے رہے۔ وہاں سے زمانۂ قدیم میں کچھ عیسائی جاپان میں آگئے۔ وہ صلیب سے نجات پا جانے کا عقیدہ اپنے ساتھ لائے۔ ہاں یہ بات مرورِ زمانہ کے باعث زائد ہو گئی کہ مسیحؑ شمالی جاپان میں آئے تھے۔

ایک عیسائی عالم کہتے ہیں کہ بدھ مذہب اور عیسائیت میں بہت مشابہت ہے (یہ ماننے بغیر چارہ کار نہیں کہ عیسائیت اور بدھ مذہب کا کہیں ملاپ ہوا ہے) اس پر ایک مستقل کتاب بھی آچکی ہے جس کے مصنف پیٹر لیوی ہیں ابتدا چرچ کو پریشان

1- AN INTRODUCTION TO THE BIBLE BY COOK (P-165 N-4

ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اس کا مطمحِ نظر تو صرف یہ ہونا چاہیئے کہ صداقت پُورے طور پر منکشف ہو جائے۔ تحقیق جاری رکھئے تا کہ سچائی منظرِ عام پر آ جائے۔ ہمیں غرض حقیقت اور سچائی سے ہے۔ اِس عالم کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج سے ۷۵ سال قبل حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب کے اندر جس کا نام ہے "مسیح ہندوستان میں" ایک مستقل باب باندھا ہے۔ دوسری فصل کو آپ ملاحظہ فرمائیں تشفّی ہو جائے گی۔ اس میں ان تاریخی کتابوں کی شہادت پیش کی گئی ہے جو کہ بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک سنسکرت کتاب ملی ہے اس میں لکھا ہے کہ تو ما اپنے آقا کی طرف دعوت دیتا تھا۔ اسے وہ بُدھ کے طور پر پیش کرتا تھا۔ دراصل حضرت مسیح اُن موعودہ بدھوں میں شامل تھے جن کی خبر گوتم نے دی تھی۔

ایک عالم کہتے ہیں کہ جب رومن سپاہی نے نیزہ مار کر تسلّی کر لی کہ وہ مر چکے ہیں تو پھر اُلٹی گنگا چلانے کے کیا معنے کہ وہ سینکڑوں میل دُور چلے گئے۔ تجاہلِ عارفانہ ملاحظہ ہو، جب نیزہ مارنے پر خون اور پانی بہہ نکلا تو ایسے شخص کو آپ مُردہ کہیں گے؟ کفن پر تازہ تحقیق شاید اُن کی نظر سے نہیں گزری۔ حضرت مسیح کی زندگی کی یہی تو سب سے بڑی دلیل ہے کہ تازہ خون بہہ کر کفن میں رِستا رہا۔ ظاہر ہے کہ دَوران خون جاری تھا۔

ایک عالم کہتے ہیں کہ جس طرح مغرب میں غیر مستند وضعی اناجیل مرتب ہوئیں جن میں بھانت بھانت کی بولیاں ہمیں ملتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں بھی اِس قسم کا لٹریچر موجود تھا جس کے باعث اِس قسم کی کہانیاں مشہور ہوئیں کہ مسیح بلادِ شرقیہ میں چلے گئے تھے۔ ان روایات کی حیثیت "اپاکرفل اناجیل" سے زیادہ نہیں۔ حضرت مسیح کا ہندوستان میں آنا اگر حقیقت تھا تو تاریخِ کلیسیا میں اس کی طرف کوئی تو اشارہ ہوتا؟

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بقول ان کا خصوصی مشن یہ تھا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس بھیجا گیا ہوں۔ یہودی چرچ آج تک فیصلہ نہیں کر پایا کہ اسباطِ عشرہ کدھر گئے۔ ۲۶۰۰ سال سے یہ امر ایک راز ہے۔ ابھی تک یہود پر منکشف نہیں ہوا۔ اسباطِ عشرہ کی تلاش ساری دنیا کے ممالک میں ہوئی گوناں گوں نظریات ہیں لیکن فیصلہ کوئی نہیں۔ اگر اسباطِ عشرہ یہود کے لئے گم ہو سکتے ہیں تو کیا ان کو تلاش کرنے والا گم نہیں ہو سکتا؟ ایک شخص صلیب سے زندہ اُتار لیا جائے اور روپوش ہو جائے تو ڈنکے کی چوٹ تو اعلان کرنے سے رہا کہ میں زندہ موجود ہوں کیونکہ اس صورت میں سلطنتِ روما کے عیسائیوں کی خیر نہیں تھی۔ ہاں مخفی خبریں ضرور پھیلیں گی ان کو جمع کرنا ایک مؤرّخ کا کام ہے۔

اگر یہودی چرچ آج تک اسباطِ عشرہ کا فیصلہ نہیں کر پایا تو عیسائی چرچ کھوئی ہوئی بھیڑوں

کے چوپان کے بارے میں معذور ہے وہ کیا فیصلہ کرے گا؟ تاریخ کا فیصلہ اشارات میں موجود ہے ان کو سمجھنے کے لیے فکر و تدبر کی ضرورت ہے۔

نیز گزارش ہے کہ ہجرتِ مسیحؑ کا ذکر اناجیل اربعہ میں موجود ہے۔ حضرت مسیحؑ کا اپنا قول ہے کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو کہ اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ ضرور ہے کہ میں انہیں بھی اپنے حلقہ میں لاؤں۔ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا۔ (یوحنا $\frac{۱۰}{۱۶}$) - یہ اشارہ کیا آپ کے لئے ناقابلِ فہم ہے؛ حالانکہ یہودی اس قسم کے اشارات کو خوب سمجھ گئے۔ انجیل یوحنا میں لکھا ہے:-

"تب یہودیوں نے آپس میں کہا
کہ یہ کہاں جائے گا کہ ہم اسے نہ
پائیں گے۔ کیا یہ ان کے پاس جائیگا
جو غیر قوموں میں پراگندہ ہیں اور
غیر قوموں کو تعلیم دے گا۔ یہ کیا
بات ہے جو اس نے کہی ہے؟ کہ
تم مجھے ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے"

(یوحنا $\frac{۷}{۳۵-۳۶}$)

پولوس رسول بھی اس بات کو سمجھ گئے کہ مسیح کے لئے ضروری ہے کہ وہ مُردوں میں سے زندہ ہو کر بنی اسرائیل اور غیر قوموں کے پاس جائے اور ایک نئے سویرے کی خوشخبری ان کو پہنچائے۔ (اعمال $\frac{۲۶}{۲۳}$ نیو انگلش بائبل)

دوسری صدی کے کلیسیائی بزرگ پاپیاس کو یوحنا حواری کی شاگردی کا شرف حاصل تھا۔ ان کا قول ہے "کتابوں سے مجھے وہ مواد نہیں ملا یعنی اناجیل نے میری اتنی مدد نہیں کی جتنی ایک زندہ و تابندہ اور مسلسل آنے والی آواز اور اسکے کلمات نے کی ہے" (ہیکس P-591) یہ آواز حضرت مسیحؑ کی تھی جو کہ مشرق سے مغرب میں پہنچ رہی تھی۔ یا آپ کے حواریوں اور تابعین کی تھی جو کہ حقیقتِ حال سے واقف تھے۔ پاپیاس کے زمانہ میں یہ روایت مشہور تھی کہ حضرت مسیحؑ بڑھاپے کی عمر کو پہنچے ہیں۔ پاپیاس نے حیاتِ مسیحؑ پر پانچ کتابیں لکھیں جو چرچ نے ایک بھی محفوظ نہیں رکھی۔ پاپیاس جانتا تھا کہ مُردوں میں سے صرف حضرت مسیحؑ ہی زندہ نہیں ہوئے۔

جزیرہ ایتھاس سے انجیل مرقس کا ایک ایسا نسخہ ملا ہے جس کے آخری ورق پر یہ لکھا ہے کہ مُردوں میں سے زندہ ہو کر حضرت مسیحؑ مشرق میں ظہور فرما ہوئے۔ مغرب میں ان کا پیغام حواریوں نے پہنچایا۔ یہ ترجمہ عیسائی C.R. GREGOR نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔

پہلی صدی کی یہ روایت عیسائی حلقوں میں بہت مشہور تھی کہ حضرت مریم یوحنا حواری کے ہمراہ ایشیا میں ہجرت کر گئیں۔

قرائن بتاتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کنعان سے نکل کر عربی علاقہ نباطیہ میں آ گئے تھے۔ پولوس رسول پر جب حضرت مسیحؑ کی صداقت منکشف ہو گئی تو اس کا قول ہے کہ میں حواریوں کے پاس یروشلم میں نہیں گیا۔

بلکہ سیدھا عرب یعنی نباطیہ آگیا (گلتیوں ۱ : ۱۲ - ۱۷ بمطابق بیکس کومنٹری) ظاہر ہے کہ اس وقت حضرت مسیح نباطیہ میں تھے۔ نبطی عربوں میں حضرت مسیح کی مقبولیت کا اندازہ اعمال الرسل ۲ : ۱۰ سے بھی ہوتا ہے۔

پولوس یروشلم جانے کی بجائے نباطیہ کیوں آیا؟ عیسائی علماء کہتے رہے ہیں کہ یہ ایک راز ہے۔ اب اس راز سے پردہ اُٹھ چکا ہے۔ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام حج کعبۃ اللہ کے لئے وادیٔ بطحا میں داخل ہوئے تو وہ اِن خاص الفاظ میں تلبیہ کہہ رہے تھے :-

حاضر ہوں اے میرے خدا
میں تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔
وہ لونڈی جو کہ دو نیک انسانوں کی
بیٹی ہے۔
حاضر ہوں میرے آقا
تیری بارگاہ میں۔ تیرے حضور۔
(اخبار مکہ صفحہ ۳۵)

اخبار مکہ کی دوسری حدیث میں ہے :-

حواری جب ارضِ حرم میں داخل
ہوئے تو پا برہنہ تھے۔

قرائن بتاتے ہیں کہ نباطیہ سے حضرت مسیح اور اُن کے بعض حواری حج کعبۃ اللہ کے لئے روانہ ہوئے اور وادیٔ بطحا میں اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

تورات میں ہے کہ بنی اسرائیل حج یہواہ کیلئے فرعون سے اجازت چاہتے ہیں۔ یہ درخواست حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیش کی کہ ہمارے خورد و کلاں نے حج یہواہ کے لئے جانا ہے اور وہاں قربانیاں دینی ہیں۔ (خروج ۱۰ : ۹)

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ہمراہ بیابانِ عرب میں خدا تعالیٰ کے حج کے لئے گئے اسی طرح حضرت مسیح نے بھی صلیبی موت سے نجات پاکر حج کیا۔

اعمال توما قرونِ اولیٰ کی کتاب ہے اس میں ایک طویل نظم درج ہے جو کہ ہندوستان کے عیسائی گایا کرتے تھے اس نظم میں دُور مشرق میں خاتونِ مشرق اور "بعد از خدا بزرگ بھائی" کا ذکر ہے اور ان کی آسمانی بادشاہت کا بیان ہے۔ کوہ ورقان کی بلندیوں پر ان کا قیام تھا۔ ورقان کے معنے سرسبز و شاداب کے ہیں۔

الغرض بہت سے تاریخی شواہد ہیں جو کہ اناجیل اور تاریخ کلیسیا سے پیش کئے جا سکتے ہیں آثار قدیمہ کی شہادت اس کے علاوہ ہے۔ کیا یہ اشارات کافی نہیں؟

مصر کے آثار سے قبطی اناجیل ملی ہیں۔ یہ ایک مٹکے میں بند تھیں۔ حضرت مسیح کے ۱۱۴ اقوال پر مشتمل انجیل توما برآمد ہوئی۔ اس میں ہے کہ حضرت مسیح اپنے بھائی یعقوب المعروف الصادق کو امیر مقرر کر کے خود کہیں دُور چلے گئے۔

انجیل فلپ کا حوالہ گزر چکا ہے کہ صلیبی موت

کا عقیدہ ایک فاش غلطی ہے۔ انہی آثار میں انجیل یعقوب ملی ہے۔ اس میں ہے کہ صلیب کے ۵۵۰ دن بعد تک حضرت مسیحؑ حواریوں سے ملتے اور ان کو تعلیم دیتے رہے۔

ان شواہد پر اگر کسی کو یقین نہ آئے تو قبرِ یوز آسف کھول کر دیکھ لیجئے کسرِ صلیب کا سامان اس مقبرہ میں موجود ہے۔

(۵)

اب آخری سوال رہ جاتا ہے کہ اگر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ۳۳ سال کی عمر میں نہیں بلکہ ۱۲۰ یا ۱۲۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے انہوں نے نوّے سال تک مغرب کے عیسائیوں سے کسی قسم کا کوئی رابطہ کیوں نہ رکھا؟ تاریخ کلیسیا میں کوئی ایک حوالہ نہیں ملتا کہ حضرت مسیحؑ نے اپنی عمرِ عزیز کے نوّے سال بلادِ مشرقیہ میں بسر کئے یا ان کی وفات نہایت بڑھاپے میں ہوئی۔

یہ بڑا اہم سوال ہے اس کا جواب بہت ضروری ہے۔ حیاتِ مسیح کے نظریے کا ارتقاء کس طرح ہوا؟ تاریخ کا یہ ایک دلچسپ اور حیران کُن باب ہے۔ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ کی نقل و حرکت چونکہ نہایت درجہ مخفی رکھی گئی اس سے بہت سی افواہیں مشہور ہو گئیں۔ جیسے جیسے صحیح اطلاعات ملتی گئیں بات کھلتی گئی۔

(۱) ابتدائی خیال تو یہ تھا کہ حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر فوت ہو گئے تیسرے دن زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اس خیال کے عیسائیوں نے انجیل لوقا اور مرقس کے آخر میں اضافے کئے اور بعض آیات متن میں داخل کر دیں۔ اب ان آیات کی نشاندہی ہو گئی ہے اور مصدقہ متن سے انہیں خارج کر دیا گیا ہے۔

(۲) حضرت مسیحؑ کے متعلق ایک خیال یہ تھا کہ صلیب کے چالیس دن بعد آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ اس دوران وہ برابر حواریوں کو ملتے رہے۔ "اعمال الرسل" میں اسی عقیدے کا اظہار ہے۔ (اعمال $\frac{1}{2-9}$)

(۳) ایک خیال یہ تھا کہ صلیبی موت سے زندہ ہو کر یا نجات پا کر ۵۵۰ دن تک آپ حواریوں کو ملتے رہے۔ پطرس، یعقوب اور یوحنا کو آپ نے بالخصوص آئندہ ذمّہ داریوں کے لئے تیار کیا۔ باطنی فرقہ کے عیسائی اس نظریّہ کے داعی تھے۔

(۴) دوسری صدی میں یہ خبر بڑے تواتر سے پہنچی کہ حضرت مسیح بہت بوڑھے ہو کر فوت ہوئے۔ اس روایت سے انکار ممکن نہیں تھا۔ اس صدی کے آخر میں بشپ اریناؔیس نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ حضرت مسیحؑ جوانی میں نہیں بلکہ بڑھاپے میں صلیب دیئے گئے۔ اس طرح ساری انجیلی روایات پر پانی پھیر دیا۔ ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں فوت ہونے کا

اتنا مضبوط تھا کہ بشپ صاحب مجبور ہو گئے کہ وہ تاویل کر کے اپنی جان چھڑا لیں۔

یورپ ہسٹری میں لکھا ہے کہ دوسری صدی میں یہ خبر مشہور رہی کہ حضرت مسیح کا بڑی عمر میں انتقال ہوا۔ اس روایت کو ایک کہانی کہا جاتا ہے۔ یہ کہانی نہیں حقیقت ہے۔ یورپ نے اس سے اغماض کیا۔

ارینیئس کی تحریرات دوسری صدی عیسوی کے آخری ربع سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس وقت تک حضرت مسیح فوت ہو چکے تھے۔ ارینیئس کہتا ہے کہ ایک روایت متواترہ ہمارے پاس پہنچی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے آقا ہر دور زندگی سے گزرے۔ ان کا بچپن بچوں کے لئے نمونہ تھا۔ لڑکپن لڑکوں کے لئے، جوانی جوانوں کے لئے۔ اسی طرح انہوں نے بڑھاپا بھی دیکھا تاکہ اُن کی زندگی سے بوڑھے بھی سبق حاصل کر سکیں۔ اس صورت میں ہمارے آقا ہر دور زندگی سے گزرے اگر یہ مانا جائے کہ وہ جوانی میں فوت ہو گئے تو وہ کامل نمونہ نہیں رہتے۔ لہذا ضروری تھا کہ ہر دور سے اُنہیں گزارا جائے۔"

ارینیئس کی تحریرات میں تفصیلاً یہ روایت ملتی ہے۔ یہ روایت اتنی مکمل شکل میں سامنے آتی ہے کہ ہم بڑے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دوسری صدی میں مغرب کے عام عیسائی یہاں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت مسیح جوانی میں فوت ہوئے پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ ہاں ایسے باخبر لوگ بھی موجود تھے جو جانتے تھے کہ ہمارے آقا نے بڑھاپا دیکھا ہے، وہ بہت بوڑھے ہو کر فوت ہوئے۔ عمر کے اس دور کے لئے ارینیئس نے لاطینی لفظ "سینیکس" (Senex Senex) کے الفاظ استعمال کئے ہیں یعنی "معمر" ہو کر وہ فوت ہوئے۔ یہ روایت تابعین میں اتنی مشہور تھی کہ بشپ ارینیئس کو یہ کہنا پڑا کہ حضرت مسیح جوانی میں نہیں بلکہ بڑھاپے میں صلیب دیئے گئے۔ یہ تاویل بتاتی ہے کہ روایت میں کتنی قوت تھی، مجال انکار نہیں تھا۔ ہاں لایعنی تاویل کر کے عجز کا اظہار کیا گیا۔

اس روایت کی عکاسی دوسری صدی کے ایک مصور کی تصویر سے بھی ہوتی ہے۔ یہ حضرت مسیح کی یہ قدیم ترین تشبیہ ہے۔ فوت شدہ آقا کے چہرہ کی تصویر پیش کی گئی۔ اس میں ایک بوڑھے مرد متوفی کے خدوخال نمایاں ہیں۔ آنکھیں بند ہیں، سر کے بال غائب۔ گویا بڑھاپے کی منہ بولتی تصویر ہے۔ یہ تصویر روم میں مقدس پطرس کے گرجا میں محفوظ ہے — انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں "Jesus" پر مقالہ اس کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ اس تصویر کے خدوخال کفن والی تصویر سے ملتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ جوانی کی ہے سر پہ بال ہیں، یہ بڑھاپے کی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اِن آخری مکتب فکر کا لٹریچر کہاں غائب ہو گیا؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے۔ دوسری صدی میں پایا ... حضرت ...

گئے اقوال اور اعمال پر پانچ جلدیں مرتب کیں۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے کتابوں کی بہ نسبت زندہ روایت پر زیادہ تر انحصار کیا ہے۔ میں نے زندہ حواریوں اور تابعین سے باتیں کیں۔ ایسی تعلیمات اور اقوال پیش کئے جو کہ اناجیل میں درج نہیں ہیں۔ یہ کتاب دوسری صدی میں مرتب ہوئی۔ مؤرخ کلیسیا یوسی بیوس جو چوتھی صدی میں لکھتا ہے کہ پاپیاس ہلکی عقل کا آدمی تھا عجیب و غریب باتیں اس نے لکھی ہیں۔ دوسرے مسیحی علماء کی رائے بھی اسکے متعلق اچھی نہیں ہے۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ پاپیاس کا مرتب کردہ خزینہ ناپید ہو گیا۔ چرچ ہسٹری میں ہے کہ پاپیاس کے مکتب فکر کی رائے ہے کہ حضرت مسیح بوڑھے ہو کر فوت ہوئے۔ گویا سب سے پہلے پاپیاس کے شاگردوں کو یہ اطلاع ملی کہ اُن کے آقا معمر ہو کر فوت ہو گئے۔

آخر میں مضمون کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

دوسری صدی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد تین خبریں مغرب میں مشہور ہوئیں (۱) پہلی یہ تھی کہ ہمارے آقا اقطار الارض میں گئے ہیں اور وہاں بھٹکی ہوئی روحیں اُن پر ایمان لائیں (۲) دوسری یہ تھی کہ یسوع نے جوانی کے بعد بڑھاپا بھی دیکھا اور بوڑھے ہو کر وفات پائی (۳) حضرت مریمؑ کے متعلق یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ ایشیا تشریف لے گئیں۔

اِن تینوں خبروں کی اشاعت و ترویج آباء کلیسیا نے تسلیم کی ہے اور ان کا حلیہ جس طرح بگاڑا گیا اس کی تفصیل آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

دوسری صدی کے بشپ نے یہ مانا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے ہر دور زندگی دیکھا ہے کیونکہ وہ دُنیا کے لئے کامل نمونہ تھے۔ وہ مانتے ہیں کہ یہ روایت متواتر تابعین کے ذریعہ پہنچی کہ حضرت مسیحؑ نے بڑھاپے میں وفات پائی۔ اِس خبر کو یوں بگاڑا گیا کہ حضرت مسیحؑ نے جب صلیب پائی تو وہ تینتیس ۳۳ سال کے جوان نہیں تھے بلکہ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے۔ دنیا کے کناروں تک تبلیغ والی روایت کو اس بشپ نے یہ کہہ کر مسخ کر دیا کہ ہمارے آقا زمین کے پاتال میں اُتر گئے اور انبیاء بنی اسرائیل کی رُوحوں کو ٹٹول ٹٹول کر تلاش کیا اور اُنہیں گناہوں سے معاف کیا۔

تیسری خبر کے متعلق چوتھی صدی کے بشپ نے یہ رائے دی کہ انجیل میں حضرت مریم کی ایشیائی ہجرت کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت مریمؑ کی ذات اتنی ارفع و اعلیٰ تقدس کی حامل ہے کہ ان کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا ہم گناہگاروں کا کام نہیں۔

اِس طرح اِن تینوں روایتوں کو بُری طرح مسخ کر دیا گیا۔ اِس تفصیل سے ظاہر ہے کہ تاریخ کلیسیا میں بعض اشارات موجود ہیں لیکن اُن پر اخفاء کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ انگلستان کے عیسائی مذہبی علماء اِس پردہ کے اندر اگر جھانک کر دیکھیں تو صداقت کو پا سکتے ہیں ◆

حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں
اور
آپ کی دعاؤں کا ثمرہ!

(جناب چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے واقفِ زندگی)

جس دور میں رہنا تھا فقط نام کا اسلام
مسلم نے بھلا دیا تھا قرآن کا پیغام
جس دور میں کثرت سے مساجد تو بنیں گی
ہوگا نہ مگر اُن میں ہدایت کا کہیں نام
ہو جائیں گے علماء بھی "فقیہہ اور فریسی"
رہ جائے گا جب ان کا فقط فتنہ گری کام
جس دور میں یہ مہر بھی ہو جائیگا تاریک
چھپ جائیگا ظلمات میں جب حسنِ مہِ تام
ہو جائیں گے جب اہلِ چمن سخت ہراساں
گھبرا کے کہیں گے کہ وہ کب آئیگا گلفام
اس یاس کے عالم میں اے شبیرؔ بصد شان
اک مردِ خدا دیگا زمانہ کو یہ پیغام
"ظلمات کے اس دور کا میں نورِ خدا ہوں
میں سرورِ کونین کا اِک ثمرِ دعا ہوں"

آئینہ

(جناب ابوالاقبال نسیم سیفی)

(شورش کاشمیری نے چٹان ۲۵ میں احمدیہ جماعت کے سلسلہ میں لکھا ہے "جہاں تک رواداری کا سوال ہے جو لوگ اس کی تلقین کرتے ہیں وہ اس لفظ کے مفہوم ہی سے آشنا نہیں")

(نسیم سیفی)

کون کہتا ہے کہ تم کہدو کہ ہے ہر بات ٹھیک
کون تم سے مانگتا ہے اس رواداری کی بھیک

ہم کو ہے ارشاد ہم سب کے لئے مانگیں دعا
تم دفورِ طیش میں حملے کرو از بس رکیک

ہم بفیضِ سرورِ کون و مکاں ہیں صلح کیش
تم فساد و فتنہ و شورش میں رہتے ہو شریک

تھوکتے ہو چاند پر لیکن تمہیں معلوم ہے
آ کے گرتی ہے تمہارے رُخ پہ یہ منحوس پیک

تم سمجھتے ہو ادب میں ہے تمہیں بھی دسترس
لوگ کہتے ہیں کہ تم ہو شاعری کے بالمیک

آج اِک دامن سے وابستہ ہو کل اِک اور سے
مانگتے رہتے ہو ہر در دا سے سانسوں کی بھیک

دُرُود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں مومنوں کی شمولیّت

مدیر چٹان کے اعتراض کا مفصّل جواب

(یہ جواب حدیقۃ المبشّرین نے بھجوایا ہے)

(۱)

اعتراض کی بنیاد نادرست ہے

ایڈیٹر چٹان لاہور نے ۱۴ر جنوری ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں "اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد (درود شریف) میں میرزا غلام احمد اور اس کی اولاد کا داخلہ" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ احمدی درود شریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو بھی شامل کرکے ثابت کرتے ہیں کہ "وہ ایک الگ اُمّت اور پاکستانی معاشرے کی اقلیت ہیں۔" مدیر چٹان نے اپنے قارئین کو احمدیوں کے خلاف اشتعال دلاتے ہوئے لکھا ہے "ایک لحظہ سوچیے کہ اسلام کو غصب کرنے کی مہم کا آغاز کہاں سے ہوا اور آل ابراہیمؑ اور آل محمدؐ کے مقابلہ میں کس کی آل لائی جا رہی ہے؟" اپنے مقصد کی تائید میں مدیر چٹان نے "ضیاء الاسلام پریس قادیان کے مطبوعہ رسالہ درود شریف کے صفحہ ۴۴ کا فوٹو سٹیٹ حاضر" کرکے لکھا ہے کہ اس میں "دوسری سطر کے آخری دو لفظوں سے لیکر تیسری چوتھی پانچویں سطر پڑھ لیجئے اور محمّدؐ و احمدؐ کے ساتھ آل محمدؐ و احمدؐ بھی دیکھ لیجئے۔"

یعنی ان سطور میں درود شریف ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد و احمد وعلیٰ اٰل محمّد و احمد کما صلّیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انّك حمیدٌ مجید اللّٰھمّ بارك علیٰ محمّد و احمد و علیٰ اٰل محمّد و احمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انّك حمید مجید۔ اور اسی رسالہ درود شریف کے صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ ایک صاحب حافظ محمدؐ صاحب نے قریباً ۱۳۰۶ھ ہجری یعنی ۱۸۹۶ء یا اس کے قریب "کوئی تین چار ماہ تک متواتر نماز (صبح) پڑھائی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جماعت میں شامل ہوتے تھے" حافظ محمدؐ صاحب

روزانہ صبح کی نمازیں التزام کے ساتھ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت بالجہر پڑھا کرتے تھے اور اس میں روزانہ درود شریف انہی مذکورہ بالا الفاظ میں پڑھا کرتے تھے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ محمد صاحب کے اس طرح پر درود شریف کے متعلق کچھ نہ فرمایا حالانکہ بعض دوسرے اصحاب' قاضی سید امیر حسین صاحب حافظ احمد اللہ صاحب اور (چوہدری المعروف) بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ) نے کہا کہ درود اس طرح پر نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ جس طرح حدیث میں آتا ہے اور نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے اسی طرح پڑھنا چاہیئے"۔ روایت کے آخر میں لکھا ہے۔

"اس زمانہ میں ابھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کر کے قادیان نہیں آئے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

جہاں تک رسالہ درود شریف کے صفحہ ۴۴ کے فوٹوسٹیٹ کا تعلق ہے رسالہ مذکورہ کے سارے ایڈیشنوں میں جو دستیاب ہوئے ہیں اس روایت کا ذکر نہیں ملا۔ اصل کتاب دیکھنے کی غرض سے مدیر چٹان تک بھی رسائی کی گئی اور انہوں نے وعدہ بھی کیا کہ وہ فوراً اصل کتاب دکھا دیں گے لیکن اصل کتاب اور اصل حوالہ وہ نہ دکھا سکے اور فرمانے لگے کہ کوئی صاحب ایک دریدہ سی کتاب ان کے پاس لائے تھے جس میں یہ روایت تھی۔ وہ کتاب واپس لے گئے ہیں مدیر صاحب ضرور ان سے کتاب لے کر یہ حوالہ دکھا دیں گے۔ خیر یہ تو مدیر صاحب کے اصل کتاب دکھانے پر حقیقت معلوم ہو سکے گی۔ اندرونی شہادت کی رُو سے یہ روایت ثقہ معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ایک اس میں جس حافظ محمد صاحب کا ذکر ہے کہ انہوں نے متواتر تین چار ماہ تک صبح کی نماز پڑھائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے۔ ایسا کوئی واقعہ تاریخ احمدیت میں مذکور نہیں۔ اور پھر اس واقعہ کا زمانہ ۱۸۹۶ء بتایا گیا ہے جبکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ ابھی ہجرت کر کے قادیان نہیں آئے تھے حالانکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی ۱۸۹۲ء میں ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے اور عموماً وہی امام الصلوٰۃ ہوا کرتے تھے۔ یہ حافظ محمد صاحب نامعلوم کون ہیں جو متواتر تین چار ماہ حضرت مسیح موعودؑ کے نماز میں امام رہے اور تاریخ احمدیت میں ان کا نام تک نہیں ملتا۔ العجب!

(۲)

لفظ آل کے متعلق تحقیق

یہ بات صرف اس روایت کی اندرونی شہادت کی بنا پر عرض کی گئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی اور مومن کو شامل کرنا اور اس کے لئے

لفظ صلوٰۃ یا لفظ آل استعمال کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ لفظ آل اپنے اندر بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے جس میں حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی و روحانی اوّل و آخر موجود و غیر موجود ساری اولاد آجاتی ہے جس میں تمام مومن اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آجاتے ہیں۔ یہ نظریہ صرف ہمارا اور نیا نظریہ نہیں بلکہ علمائے اسلام ہمیشہ سے یہی کہتے آئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

واختلف العلماء فی آل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ اقوال
اظہرھا وھو اختیار الازہری
وغیرہ من المحققین انھم
جمیع الامۃ۔

یعنی "علماء کے آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارہ میں کئی اقوال ہیں جن میں سے
سب سے زیادہ صحیح اور درست قول
جسے امام زُہری نے بھی ترجیح دی ہے
یہ ہے کہ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
مراد ساری اُمّت ہے۔"
(شرح نووی مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۷۵)

اور صحیح بات بھی یہی ہے کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ساری اُمّت، سارے مومن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ہیں۔ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں بھی لکھا ہے:۔

وقیل کل مسلم و مال الیہ
مالک واختارہ الزہری و
آخرون وھو قول لسفیان
الثوری وغیرہ ورجّحہ النووی
فی شرح مسلم۔

یعنی "آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان
مراد ہے۔ امام مالکؒ، امام زُہری
اور دوسرے ائمہ کا یہی مذہب ہے
اسی طرح امام سفیان ثوری کا خیال
بھی یہی ہے اور امام نووی نے
بھی "مسلم" کی شرح میں اسی کو ترجیح
دی ہے۔" (بذل المجہود فی
حلّ ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ میرٹھ)

پس آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد حضورؐ کے سارے متبعین اور مومن ہیں۔ مدیر "چٹان" شاید شیعہ فلاسفی کے نتیجہ میں قائم ہونے والے مفروضہ کی بناء پر سمجھتے ہوں کہ آل سے مراد صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد ہے لیکن یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ احادیث میں بھی درود شریف کے لئے مختلف الفاظ آئے ہیں جن کی رُو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی ذریّت و نسل اس میں شامل ہے۔ چنانچہ ایک روایت ہے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
من سرّہ ان یکتال بالمکیال الاوفیٰ

اذا صلّی علینا اهل البیت
فلیقل اللّٰهم صلّ علی محمد النبی
و ازواجه امّهات المومنین
و ذرّیته و اهل بیته کما
صلّیت علی آل ابراهیم انّک
حمید مجید۔

یعنی "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے لئے یہ امر موجب خوشی ہو کہ جب وہ ہم لوگوں پر جو اس گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں درود بھیجے اور اس کے عوض میں ثواب کا بہت ہی کامل اور بڑا پیمانہ آئے تو اُسے ہم پر یوں درود بھیجنا چاہیئے کہ اے اللہ اپنے کامل اور یکتا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضورؐ کی سب ازواج پر جو تمام مومنوں کی مائیں ہیں اور حضور کی تمام ذریت و اولاد پر اور آپؐ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام افراد پر درود بھیج اور رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی آل پر درود بھیجا ہے تو بڑا ہی حمید مجید خدا ہے۔"
(سنن ابی داؤد)

غرضیکہ آل کا لفظ عربی زبان میں بہت وسیع مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ چنانچہ عربی کی مشہور اور مستند لغت لسان العرب میں لفظ آل کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس سے مراد اہل و اتباع ہوتے ہیں اور اللہ کی آل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ان کے اولیاء یعنی سچے تابعدار ہوتے ہیں اور اہل عرب آل کے لفظ کو عوام کی بجائے خاص لوگوں اور شرفاء کے متعلق مخصوص خیال کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں قاری اللہ کی آل ہیں اور جیسے کہتے ہیں اللّٰهم صلّ علی محمّد و علی آل محمّد اور جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے وقال رجل مؤمن من آل فرعون یعنی فرعون کے تابعداروں میں سے ایک مومن نے کہا۔ (لسان العرب فصل الهمزه حرف لام) پھر اسی لغت میں لکھا ہے و اهل کلّ نبیّ اُمّته یعنی "ہر نبی کی اہل اس کی اُمت ہوتی ہے"۔

۲- ایک اور لغت کی مشہور کتاب تاج العروس میں لکھا ہے :-

" اهل الرجل اتباعه واولیاءه
ومنه الحدیث سلمان منّا
آل البیت قال الله عزّوجلّ
کدأب آل فرعون وقال
ابن عرفة یعنی من آل الیه
بدین او مذهب او نسب
ومنه قوله تعالٰی ادخلوا
آل فرعون اشدّ العذاب۔

یعنی "کسی کے اہل سے مراد اس کے اتباع و اولیاء ہوتے ہیں اور انہی معنوں

میں یہ حدیث آئی ہے کہ سلمانؓ ہم میں سے
اور ہمارے اہل بیت میں سے ہے اور
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے - آل
فرعون یعنی فرعون کی پیروی کے طور و طریق
کے مطابق - اور ابن عرفہ لفظ آل کے
متعلق کہتے ہیں کہ آل سے مراد کسی شخص کے
متعلقین ہیں خواہ مذہبی یا کسی طور پر
اس کی طرف منسوب ہوں جیسا اللہ تعالیٰ نے
فرماتا ہے کہ آل فرعون یعنی فرعون کے
تابعداروں کو شدید ترین عذاب میں داخل
کرو" (تاج العروس)

۳- پھر اسی لغت میں لکھا ہے :-

وقال انس سئل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مَن آل محمد قال
کل تقی -

یعنی حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا گیا کہ آل محمدؐ سے کون لوگ مراد ہیں؟
اس پر حضورؐ نے فرمایا ہر متقی آل محمدؐ ہے"

۴- حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں :-

مَن اتقی اللہ منکم و اصلح فھو
منا اھل البیت -

یعنی جو کوئی بھی تم میں سے تقویٰ شعار
اور اصلاح کرنے والا ہے وہ ہم میں سے
اور اہل بیت نبویؐ میں سے

ہے" (تفسیر صافی زیر آیت رَبِّ
اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا)

۵- رئیس الصوفیاء حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں :-

واعلم أنّ آل الرجل فی لغة العرب
ھم خاصّته الاقربون الیه و
خاصة الانبیاء وآلهم هم
الصالحون العلماء باللہ من
المؤمنین -

یعنی یاد رکھو کہ آدمی کی آل سے مراد
لغت عرب میں اس کے مقرب اور خاص
متعلقین ہیں اور انبیاء کے خواص اور
آل علماء ربانی اور مومن صالحین ہوتے
ہیں" (فتوحات مکیہ جلد ۱ صفحہ ۵۶۹-۵۷۰)

۶- پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ
نے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
(احزاب) فرما کر اس بات کی کلیۃً نفی فرما دی ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ ہوں -
ہاں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ کہہ کر اس بات کی
وضاحت کی گئی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم اُمت کے رُوحانی باپ اور اُمت آپؐ
کی آل اور روحانی اولاد ہے چنانچہ اس سے
پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ
اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ
(احزاب)

یعنی "نبی کا تعلق مومنوں سے قریب ترین
رشتہ یعنی ابوت کے رشتہ کا ہے
اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں
کی مائیں ہیں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے متعلقین اور مومنین ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد خواہ وہ روحانی اولاد ہو یا جسمانی اولاد۔ بلکہ قرآن کریم سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آل اور اھل سے مراد نبی کی صرف روحانی اولاد ہی مراد ہوتی ہے حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ان کے غیر مومن بیٹے کے متعلق فرماتا ہے :-

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ
عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۔

یعنی "وہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ وہ
مجسم بد عمل ہے۔"

اب مدیر چٹان ان حقائق کے ہوتے ہوئے کیوں چیں بر جبیں ہوتے ہیں اگر ہم درود شریف میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے متعلقین کو داخل سمجھتے ہیں۔

—— (۳) ——

لفظ صلوٰۃ و درود کا نبیوں کے علاوہ استعمال

باقی رہا یہ امر کہ لفظ صلوٰۃ اور درود سے الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ سو اس بارہ میں بھی قرآن وحدیث کی رہنمائی یہی ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَ
مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝

یعنی "وہی اللہ ہے جو تم پر صلوٰۃ و درود بھیج رہا
ہے اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے
ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو ظلمات سے نکال کر
نور کی طرف لائے۔ وہ مومنوں پر بار بار
رحم کرنے والا ہے" (احزاب)

دیکھئے مدیر صاحب! یہاں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک پر خود تمہارا آسمانی آقا اور اسکے فرشتے ہر دم درود بھیجتے ہیں۔ اس صورت میں کیا حرج ہے اگر ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا کسی دوسرے مومن کے لئے یہ لفظ استعمال کر لیں۔ خدا اور اس کے فرشتوں کے درود و صلوٰۃ بھیجنے کے بعد دیکھئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے امتی اور ادنیٰ خدام پر درود و صلوٰۃ بھیجنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ
اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ

یعنی "اے رسول ان کے مالوں میں سے صدقہ

لے تاکہ تُو اُنہیں پاک کرے اور ان کی ترقی
کے سامان مہیا کرے اور ان پر صلوٰۃ و
درود بھیج کیونکہ تیری صلوٰۃ اور تیرا
درود ان کی تسکین کا موجب ہے۔"

(التوبہ : ۱۰۳)

اس کے مطابق حضرت امام بخاریؒ نے "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" صحیح بخاری میں ایک باب ہی یہ قائم فرمایا ہے :۔

باب ھل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقول اللہ تعالیٰ وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم۔

یعنی یہ باب اسی بارہ میں ہے کہ "کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے پر بھی درود و صلوٰۃ بھیجا جا سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم"

(صحیح بخاری کتاب الدعوات)

اس باب کے تحت امام بخاریؒ یہ حدیث بیان فرماتے ہیں :۔

عن ابن ابی اوفی قال کان اذا اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصدقتہ قال اللھم صل علیہ فاتاہ ابی بصدقتہ فقال اللھم صل علی آل ابی اوفی۔

یعنی "حضرت ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور مبارک تھا کہ جب کوئی مسلمان حضورؐ کے پاس صدقہ لیکر آتا تو حضورؐ ان الفاظ میں اُس کے لئے دُعا فرماتے "اللھم صل علیہ" چنانچہ میرے والد ابو اوفی ایک دفعہ حضورؐ کے پاس صدقہ لیکر آئے تو حضورؐ نے دُعا فرمائی "اللھم صل علی آل ابی اوفی"

(بخاری کتاب الدعوات)

لیجئے! اس میں دونوں باتوں کا جواب آگیا۔ یہاں حضرت ابو اوفیؓ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ صلوٰۃ بھی استعمال فرمایا ہے اور لفظ آل بھی۔ اب مدیر صاحب چٹان حدیث کے ان الفاظ کو دوبارہ سہ بارہ پڑھ لیں اور حضرت ابو اوفیؓ کے لئے لفظ صلوٰۃ کے ساتھ لفظ آل بھی دیکھ لیں پھر ایک دفعہ اپنے نوٹ کو پڑھیں کہ :۔

" ایک لحظہ سوچئے کہ اسلام کو غصب کرنے کی مہم کا آغاز کہاں سے ہوا اور آل ابراہیمؑ اور آل محمدؐ کے مقابلہ میں کس کی آل لائی جا رہی ہے"

(چٹان ۱۴ر جنوری ۱۹۷۴ء)

اللہ تعالیٰ نے مدیر چٹان جیسی "عقل و دانش" رکھنے والوں کے حق میں سچ فرمایا ہے لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ

هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ (الاعراف : ۱۸۰)
مدیر چٹان غالباً عربی زبان سے واقف نہیں۔
لفظ صلوٰۃ عربی میں متعدد مفہوم دیتا ہے چنانچہ
لغت کی مشہور کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے :۔

"الصلوٰۃ من اللہ الرحمۃ ومن
الملائکۃ الاستغفار و من
المؤمنین الدعاء ومن الطیر
والھوام التسبیح"

یعنی صلوٰۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس کے معنی رحم کرنے کے ہوتے ہیں (جیسے قرآن کریم میں ہے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ یعنی خدا تعالیٰ تم پر رحمتیں نازل فرماتا ہے) اور جب ملائکہ کے لئے استعمال ہو تو اس وقت اس کے معنی استغفار کے ہوتے ہیں اور جب مومنوں کے لئے بولا جائے تو اس کے معنی دعا کے ہوتے ہیں (جیسے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی اے مومنو! تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کثرت سے دعائیں کرو اور درود و سلام بھیجو) اور جب پرندوں اور حشرات کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو اس کے معنی تسبیح کے ہوتے ہیں (جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ یعنی تمام چرند و پرند اپنی صلاۃ و تسبیح کے طریق کو جانتے ہیں) سو آل کی طرح صلوٰۃ کا لفظ بھی اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی انبیاء و مرسلین اور جملہ اتقیاء و مومنین کے لئے یہ لفظ استعمال ہو سکتا ہے خصوصاً سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے جن کے حق میں نوّے سال قبل اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بطور پیشگوئی فرمایا تھا

یصلّون علیک ابدال الشام
وصلحاء العرب۔

یعنی "اے مسیح موعود ابدال شام اور صلحائے عرب تیرے حق میں دعائے خیر و برکت کریں گے اور تجھ پر درود و سلام بھیجیں گے۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۲ ایڈیشن ۱۹۵۹ء)

نیز اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرماتا ہے :۔

اصحاب الصُّفّۃ وما ادراک ما
اصحاب الصُّفّۃ تریٰ اعینھم
تفیض من الدمع یصلّون علیک۔

یعنی "تمہیں اصحاب الصفہ عطا ہوں گے (جو دھونی رما کر تیرے در پر بیٹھ جائیں گے اور اصحاب صفہ کی طرح اس راہ میں کھانے پینے تک کی پرواہ نہیں کریں گے) اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے حامل ہوں گے۔ تم ان کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے۔ وہ تم پر درود بھیجیں گے اور تیرے حق میں دعائیں کریں گے" (اربعین)

مدیر چٹان کی طرح زبان طعن دراز کرنے والوں اور

اس قسم کے اعتراض کرنے والوں کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا ہی خوب فرماتے ہیں:-

"بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا، صحابہؓ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا؟"

(اربعین نمبر ۲ ص ۶)

اگر مدیر چٹان صاف دل اور نیک نیت ہوتے تو یہی بات موجب ہدایت بن سکتی تھی کہ ۹۰ سال پہلے خدا تعالیٰ نے مسیح پاکؑ کو یہ خبر دی تھی کہ ایک ایسی جماعت ملنے والی ہے جو آپؑ پر درود بھیجے گی۔ اگر یہ انسانی کاروبار ہوتا تو نہ ایسی جماعت پیدا ہوتی اور نہ یہ سلسلہ ترقی کرتا مگر افسوس ع

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

اگر انسان بصیرت کی آنکھ سے دیکھے تو صداقت کے پہچاننے کے صدہا ذرائع ہیں۔

(۴)

دوسروں کے ہاں صلوٰۃ اور آل کا استعمال

بالآخر قارئین کرام کی خدمت میں آخری کلمہ کے طور پر عرض ہے کہ مدیر چٹان اور ان کے ہمنوا جماعت احمدیہ پر تو اعتراض کرتے ہیں کہ وہ صلوٰۃ اور آل کے الفاظ مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں استعمال کرتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی خلافِ شرع اور خلافِ اسلام بات نہیں لیکن خود اپنے گھر کی خبر نہیں لیتے اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ وہ اور ان کے بھائی بند کس قدر دلیری سے درود شریف تو کجا کلمہ طیبہ لا إله إلا الله محمد رسول الله میں تحریف کرتے اور اس قسم کے کلماتِ کفر زبان پر لاتے ہوئے ذرہ نہیں جھجکتے۔ قارئین اس کے لئے ذیل کی سطور ملاحظہ فرمائیں اور پھر سوچیں کہ ہدفِ ملامت کون ہونا چاہیئے؟ کیا وہ احمدی جو دن رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار اور حضور سرورِ کائنات پر درود وسلام سے اپنی زبانیں تر رکھنے والے اور اپنے دل ودماغ کو اس خوشبو سے معطر رکھنے والے ہیں جن کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر فرشتے نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجے تھے صلی اللہ علیہ وسلم"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۲)

دیوبندیوں کے حوالہ جات میں سے میں اس جگہ
ایک اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں لکھا ہے :-

"سوال مرید - میں نے رسالہ حسن العزیز
کو اٹھا کو اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا -
کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں
لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں
اتنے میں دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی
ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں - اسکو صحیح پڑھنا چاہیئے
اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں - دل
میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے
بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات
کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار
زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے - دو تین بار جب یہی
صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں
اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے - اتنے میں
میری یہ حالت ہوگئی کہ کھڑا کھڑا بوجہ اس کے
کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت
زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا
تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی -
اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن
میں بدستور بے حسی تھی - وہ اثر ناطاقتی بدستور
تھا لیکن حالتِ خواب اور بیداری میں حضور
کا ہی خیال تھا لیکن حالتِ بیداری میں کلمہ شریف
کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ
ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے -
اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے -
بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ
لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں
لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللّٰھم صل علیٰ
سیدنا و نبینا و مولٰینا اشرف علی
حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں -
لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں - زبان اپنے
قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو
دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا
اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث
محبت ہیں - کہاں تک عرض کروں -
جواب اشرف علی - اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس
کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع
سنت ہے - ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ"

(مندرجہ رسالہ الامداد اشرف علی
تھانوی بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ -
بحوالہ کتاب دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ
از غلام مہر علی گولڑوی ص ۳۳۳)

ضروری اعلان

:- قرآن فہمی اور عربی
بول چال کیلئے زیر ترتیب چالیس اسباق ایک ساتھ
جلد شائع ہو رہے ہیں اسلئے ایک ایک دو دو سبق کی

[illegible]

سید سلیمان صاحب ندوی کی تحریری خط و کتابت

مکرم جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ
عالیہ دارالرحمت شرقی ربوہ نے ۱۹۳۳ء میں مسئلہ ختم نبوت
پر جو خط و کتابت محترم سید مولوی محمد سلیمان صاحب
ندوی سے کی تھی اسے اب دوبارہ بصورت کتاب شائع فرمایا
ہے۔ تشریح و وضاحت کے طور پر محترم ناظر صاحب
اشاعت نے بھی ابتداء میں چند صفحات تحریر فرمائے ہیں۔
رسالہ بحیثیت مجموعی معلومات افزا اور قابل مطالعہ
ہے۔ مصنف سے دو روپیہ میں مل سکتا ہے۔ شائقین
خرید کر مستفید ہوں۔

کاغذ سفید۔ حجم ۱۴۴ صفحات

• شہزیت
• شہزیت
• شہزیت

مرض اٹھرا کی بہترین دوا

حکیم نظام جان اینڈ سنز

ربوہ ــــ ٹنڈو محمد خان ــــ گوجرانوالہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

دیدہ زیب ملبوسات بہترین ڈیزائن

ہماری دکان پر قریباً ہر قسم کے دیدہ زیب
ملبوسات بہترین ڈیزائنوں میں دستیاب ہیں۔ مثلاً
K.T ٹائٹرون بشرٹنگ چیک۔ وی فلیٹ۔ ٹائلسٹر
فلیٹ۔ ٹاسٹر کیس شنگھائی۔ کڑھائی سوٹ۔ چالوس و
شموز پرنٹ۔ لون وائل۔ کیمرک۔ کاٹن پلین و پرنٹ۔
لٹھا۔ پاپلین وغیرہ۔ مناسب دام۔
دیانت داری ہمارا نصب العین ہے

مومن کلاتھ ہاؤس گولبازار ربوہ

فون نمبر ۵۱۷

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی - لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، پھپھنی، ناخنہ، ضعف بصارت

وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ

ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ

پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد

جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا

ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے!

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ۔ فون ۵۳۸

(طابع و ناشر:۔ ابو العطاء جالندھری۔ پرنٹر:۔ سید عبد الحی۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفرقان ربوہ)

Monthly **AL-FURQAN** *Rabwah*

FINE

MARBLE INDUSTRIES (Regd.)

MARBLE SPECIALISTS, ARTISTS, PROCESSORS
EXPORTERS & IMPORTERS

★ Artistic

★ Marble

★ Handicrafts

★ Flooring

★ Stairs

★ Fountains

★ Bird Baths

and all others decorations best & selected quality guaranteed.

For your Bungalows, Houses, Buildings, Gardens, Theatres, Bathrooms, and other requirement our Factory can supply you Marble of different colours i.e., White Black — Pink — Maroon — Grey — Zebra and white with green Lines and Shades, of all sizes tiles and slabs. We specially manufacture tile of Baths 4"x4"x8"3/8 and 6"x6"x3/8" at very reasonable competitive rates Kindly contact our SALE CENTRE for your requirements of MARBLE.

2, South East Corner,
Central Com. Area off Tariq Road,
Opp. P.B.S. Petrol Pump
P.E.C.H.S. KARACHI—29.

Managing Partner:

Fine Marble Industries

27/268, Industrial Area,
KORANGI, (KARACHI)
Phone 414248

Title printed at Nusrat Art Press, Rabwah.